قربانی کے احکام

- ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن
- تکبیراتِ تشریق
- فلسفہ قربانی
- قربانی اور ہماری نیت
- قربانی کے مسائل
- گوشت اور سنتِ نبوی
- قربانی کے سلسلے میں چند کوتاہیاں
- عیدالاضحیٰ کی سنتیں، نماز عید کا طریقہ

حضرت مولانا مَنظُور یُوسُف صاحب مدظلہ العالی

استاذ جامعہ فاروقیہ، امام وخطیب جامع مسجد رفاہِ عام

مکتبہ فکرِ آخرت

سلسلہ اصلاحی مواعظ ۴

قربانی کے احکام

حضرت مولانا منظور یوسف صاحب مدظلہ العالی

استاذ جامعہ فاروقیہ، امام وخطیب جامع مسجد رفاہِ عام ملیر ہالٹ، کراچی

نامِ وعظ : قربانی کے احکام

واعظ : حضرت مولانا منظور یوسف صاحب مدظلہ العالی

تاریخ طبع دوم : ذیقعدہ/۱۴۳۳ھ بمطابق اکتوبر ۲۰۱۲ء

تعداد : ۱۱۰۰

ناشر : مکتبہ فکرِ آخرت

ملنے کا پتہ

رابطہ:

0334-3328911

جامع مسجد رفاہِ عام ملیر ہالٹ کراچی

www.fikreakhirat.org

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن

اللہ ﷻ کی بے انتہا رحمت اور اس کا احسانِ عظیم ہے کہ اس نے اپنے بھولے اور بھٹکے ہوئے بندوں کو اپنے در پر پلٹنے اور اپنے دربار سے نوازنے کے مختلف بہانے مقرر فرمائے ہیں، جیسے اللہ ﷻ نے اپنی حکمت کے مطابق تمام انسانوں کو برابر پیدا نہیں کیا، انبیاء کرام علیہم السلام کو تمام بنی آدم میں خصوصی شرف عطا کیا، ان کے بعد حضرات صحابہ کرام ﷺ اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے والوں کے مراتب اور درجات بلند فرمائے، اسی طرح تمام جگہوں کو یکساں نہیں بنایا بلکل روئے زمین میں جو مرتبہ حرمِ مکہ، حرمِ مدینہ اور مسجدِ اقصیٰ کو حاصل ہے وہ کسی دوسری جگہ کو نہیں، مساجد کو جو عزت اور شرف عطا کیا اس سے عام زمین محروم ہے، انسانوں اور جگہوں کی طرح اللہ ﷻ نے زمانوں میں سے کچھ اوقات کو اپنے خاص قرب، مغفرت اور بخشش کا ذریعہ بنایا ہے، ان اوقات میں سے سب سے اہم رمضان المبارک کا مہینہ ہے، اس کے بعد پھر ذی الحجہ کے ابتدائی دس دنوں کو خصوصی فضیلت عطا فرمائی ہے۔

(1) ابتدائی عشرے کی عبادت اور روزے:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ”تمام دنوں میں کسی دن میں بھی بندے کا عبادت کرنا اللہ ﷻ کو اتنا محبوب نہیں جتنا کہ عشرہ ذی الحجہ میں محبوب ہے (یعنی ان دنوں کی عبادت اللہ ﷻ کو دوسرے تمام دنوں سے زیادہ محبوب ہے) اس عشرہ کے ہر دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے

برابر ہے اور اس کی ہر رات کے نوافل شب قدر کے نوافل کے برابر ہیں"۔ (۱)

(۲) ان ایام کا خاص عمل:

رحمۃ اللعالمین ﷺ نے فرمایا "اللہ کے نزدیک ذی الحجہ کے دس دنوں سے زیادہ عظمت والا کوئی دن نہیں اور نہ ہی ان دنوں کے عمل سے اور کسی دن کا عمل زیادہ پسندیدہ ہے، لہٰذا تم لوگ ان دنوں میں تسبیح یعنی:

" سُبْحَانَ اللہِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَللہُ اَکْبَرُ " خوب کثرت سے پڑھا کرو"۔ (۲)

(۳) نو ذی الحجہ کا روزہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہے:

" عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ صِیَامُ یَوْمِ عَرَفَةَ اِنِّیْ اَحْتَسِبُ عَلَی اللہِ اَنْ یُّکَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِیْ بَعْدَهٗ وَ السَّنَةَ الَّتِیْ قَبْلَهٗ" (۳)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے یوم عرفہ (نویں ذی الحجہ) کے روزے کے بارے میں ارشاد فرمایا: "میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ اس کی وجہ سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ (صغیرہ) معاف فرمادیں گے۔"

بال اور ناخن:

فخر دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ رَاٰی هِلَالَ ذِی الْحَجَّةِ وَاَرَادَ اَنْ یُّضَحِّیَ فَلَا یَاْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِهٖ" (۴)

"جب ذی الحجہ کا چاند نظر آجائے اور جس نے قربانی

---

(۱) بخاری و ترمذی ج ۱ ص ۱۵۸۔ (۲) طبرانی۔ (۳) ترمذی و مسلم۔ (۴) ترمذی ص ۳۸۹ ج ۱۔

کا ارادہ کیا تو اُسے چاہیے کہ بال اور ناخن نہ کاٹے۔“

لیکن اگر ۴۰ سے زائد دن گذر جائیں تو پھر کاٹنا ضروری ہے۔

حجاج کرام کے ساتھ مشابہت کا ثواب:

اللہ ﷻ کا کس قدر عظیم احسان ہے، امت کو معاف کرنے اور نوازنے کے بہانے ہیں قربانی کرنے والے کو بال اور ناخن نہ کاٹنے کا حکم بظاہر اس لئے ہے کہ یہ آدمی حاجیوں کی مشابہت اختیار کرے، اس لئے کہ حجاج کرام کے لئے حالتِ احرام میں بال اور ناخن کاٹنا جائز نہیں، بس اللہ ﷻ چاہتا ہے کہ جو انعام واکرام حاجیوں کو ملنے والا ہے اس میں اس کا بھی حصہ ہو جائے، اور جو منیٰ، عرفات، مزدلفہ میں حجاج کرام پر رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہونے والا ہے اس میں سب کے سب شریک ہو جائیں۔

تکبیراتِ تشریق

نو ذی الحجہ کی فجر کی نماز کے فوراً بعد سے تیرہویں ذی الحجہ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد مرد حضرات کیلئے بآوازِ بلند اور خواتین کیلئے آہستہ آواز سے ایک مرتبہ ان کلمات کا پڑھنا واجب ہے۔ (۱)

" اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ " (۲)

اگر تکبیرات کہنا بھول گیا تو......:

یہ تکبیرات فرض نمازوں کے فوراً بعد کہی جائیں گی، اگر کوئی آدمی اس وقت کہنا بھول جائے یا جان بوجھ کر کوئی ایسا کام کرلے جو نماز کے منافی ہوتا ہے یا کوئی بات زبان سے کرلے یا بھول کر مسجد سے نکل جائے تو اب یہ تکبیرات نہیں کہی جائیں گی کیونکہ ان کی قضاء نہیں ہوتی، اب توبہ واستغفار کے ذریعے یہ کوتاہی بخشوانے کی کوشش کرے۔ (۳)

مسئلہ: اگر کسی نماز کے بعد امام صاحب تکبیر کہنا بھول گئے تو ان کا انتظار نہیں کرنا چاہئے، بلکہ مقتدی خود ہی یہ تکبیرات کہنا شروع کردیں۔ (۴)

مسبوق بھی تکبیرات کہے:

امام کے سلام پھیرنے کے بعد جن مقتدیوں کی رکعتیں باقی رہ گئیں ہوں وہ ان کی ادائیگی کے بعد بآوازِ بلند یہ تکبیرات پڑھیں گے۔ (۵)

✿✿✿✿✿

---

(۱) سنن بیہقی۔ (۲) مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۳ ۷۔

(۳) احسن الفتاویٰ۔ (۴)،(۵) بحر الرائق۔

فلسفہ قربانی

اللہ ﷻ ہمارا خالق و مالک ہے، وہ جس وقت جو چاہے حکم دے، اس کا کوئی حکم یا کسی چیز سے روکنا حکمت سے خالی نہیں ہے، بندے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس کے بتائے ہوئے حکم میں کسی علت اور وجہ کا مطالبہ کرے، اس نے اپنے سامنے نماز میں ہمیں جھکنے کا حکم دیا، ہمارے ذمے اس کی اطاعت لازم ہے، اس نے ہمیں روزہ میں جائز اور حلال چیزوں کے کھانے سے روکا، ہمارے لئے رکنے ہی میں خیر ہے، اس نے ہمیں اپنے پسندیدہ اور عمدہ مال میں سے اپنے دربار میں قربانی پیش کرنے اور خون بہانے کا حکم دیا، ہمیں دل و جان سے اس حکم کو قبول کرنا ہے اور اس کی رضا کے لئے اسے عملی جامہ پہنانا ہے۔

قربانی کی حقیقت:

عیدالاضحیٰ میں قربانی کے متعلق نبی اکرم ﷺ نے بتایا کہ:

"هِيَ سُنَّةُ أَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ"(۱)

"یہ تمہارے جدِامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار ہے۔"

اور پھر رسول اکرم ﷺ نے بھی چونکہ یہ قربانی کی ہے، اس لیے یہ ہمارے دین کا بھی حصہ ہے۔

قربانی قربتِ خداوندی کا ذریعہ ہے:

قربانی کا لفظ "قرب" سے لیا گیا ہے جس کے معنی قریب کرنے کے ہیں، چونکہ قربانی کا مبارک عمل بندے کو اللہ کے قریب کرتا ہے، اس لئے اسے قربانی کہتے ہیں اور قربانی ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ اللہ ﷻ کی رضا اور خوشنودی کے سامنے ہم اپنی خواہشات، اپنے جذبات، غصے کو، محبت

(۱) ابنِ ماجہ حدیث نمبر ۳۱۲۷۔

کو اور تمام احساسات کو قربان کر دیں۔

ابراہیم علیہ السلام کی قربانی:

غور فرمائیں ابراہیم علیہ السلام سے اللہ عزوجل نے قوم کی قربانی دلوائی، اللہ عزوجل کی رضا کے لیے انھوں نے ملک شام کو چھوڑ کر مکہ مکرمہ بے آب و گیاہ وادی کی طرف ہجرت فرمائی، وطن کو چھوڑا، اپنی قوم کو چھوڑا، اپنی زبان کو چھوڑا، والدین کو چھوڑا اور پھر بیت اللہ کے پاس بیوی اور شیر خوار بچے کو بھی چھوڑنے کا حکم آ گیا اور پھر جب یہ بیٹا دست و بازو بننے کے قابل ہوا تو اسے ذبح کر دینے کا حکم آ گیا، چنانچہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

"فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یَا بُنَیَّ إِنِّیْ أَرٰیٰ فِیْ الْمَنَامِ اَنِّیْ أَذْبَحُکَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَیٰ قَالَ یَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ إِن شَاء اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِیْنَ" (۱)

"پھر جب وہ لڑکا (یعنی اسمٰعیل علیہ السلام) ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا بیٹے میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں اب تم سوچ کر بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے کہا "ابا جان! آپ وہی کیجئے جس کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے، انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔"

اس آیتِ مقدسہ میں اللہ عزوجل نے دونوں باپ بیٹے کے کلام کو ذکر فرمایا، آیت کے ہر ہر لفظ سے دونوں کا اللہ عزوجل کے حکم کے سامنے کس طرح جھک جانا ثابت ہوتا ہے، رہتی دنیا تک لوگوں کیلئے قابل تقلید عمل ہے کہ اللہ عزوجل کے حکم کے سامنے اپنی مرضیات، احساسات اور محبتوں کو کس طرح قربان کیا جاتا ہے، اس آیتِ مقدسہ میں چند سبق آموز باتیں ہیں:

---

(۱) سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۱۰۲۔

(۱) بیٹے کی قربانی:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا "فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ" جب اسماعیل علیہ السلام اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے یعنی دست و بازو بننے کی صلاحیت پیدا ہو گئی اور والد محترم کی آنکھیں ٹھنڈی کرنے کا ذریعہ بن گئے تو بڑا امتحان آ گیا، مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر تیرہ سال ہو گئی، تو ابراہیم علیہ السلام کو ذبح کرنے کا حکم آ گیا اور وہ بھی اپنے ہاتھوں سے، صاحب اولاد لوگ جانتے ہیں کہ اولاد کس قدر مشقت سے پروان چڑھتی ہے، ان کی تکلیف والدین کو برداشت نہیں ہوتی، پھر جب اولاد نیک اور فرمانبردار بھی ہو تو اسے کانٹا چبھنا بھی گوارہ نہیں ہوتا لیکن ابراہیم علیہ السلام نے اللہ عزوجل کے حکم کے سامنے ان تمام جذبات کو بالائے طاق رکھ کر اپنے مطیع اور فرمانبردار بیٹے کی گردن پر چھری چلا دی۔

(۲) بیٹے کو اجر میں شریک کرنا:

اس آیت میں دوسرا اشارہ یہ ملتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو بھی اجر میں شریک کیا، ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

"اِنِّیْ أَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ أَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی"

''میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں اب تم سوچ کر بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے؟''

یہ مطلب نہیں تھا کہ اگر بیٹے کی رائے ہوئی تو ذبح کرونگا ورنہ نہیں ذبح کرونگا بلکہ ابراہیم علیہ السلام کو معلوم تھا کہ بیٹا مطیع اور فرمانبردار ہے فوراً اللہ عزوجل کے حکم کے سامنے جھک جائے گا لیکن اگر اللہ عزوجل کے حکم کو ماننے کا اظہار زبان سے کر دیگا تو اسے پورا پورا اجر مل جائے گا اور ذبح

کے وقت کی تکلیف آسانی سے برداشت کر لے گا، اور یہ معلوم ہو جائے گا کہ یہ قربانی کا مبارک عمل دونوں باپ بیٹے کی رضامندی سے ہوا ہے، اسماعیل علیہ السلام نے فوراً ارشاد فرمایا:

"يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ"

"ابا جان! آپ وہی کیجئے جس کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے۔"

جبکہ ابراہیم علیہ السلام نے سوچنے کا موقع فراہم کیا لیکن اسماعیل علیہ السلام نے فوراً برجستہ کہہ دیا کہ ابا جان میں تو تیار ہوں آپ کو جو حکم ہے اسے پورا کر دیجیے، وہ جانتے تھے کہ والدِ محترم اللہ کے نبی ہیں اور نبی کا خواب وحی ہی ہوتا ہے، اس لئے فرمایا آپ کو جو حکم ملا ہے اسے پورا کیجئے، اس جملے سے ایک بیٹے کی اپنے باپ کی بے مثال فرمانبرداری کا ثبوت ملتا ہے۔ (۱)

(۳) صبر اور مشیت الٰہی:

"سَتَجِدُنِيْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِيْنَ"

"انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔"

باقی رہی یہ بات کہ ذبح کے وقت کی جو تکلیف ہے اس پر انشاء اللہ آپ مجھے صابرین میں سے پائیں گے اسماعیل علیہ السلام نے اپنی بات کو مشیت الٰہی کے ساتھ متعلق فرمایا یہی انبیاء کرام علیہم السلام کا طریقہ ہے کہ اگر اللہ عزوجل نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے، یہ نہیں فرمایا کہ آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے، یعنی میں اپنی بڑائی کا اظہار نہیں کر رہا، صابرین کا لفظ جمع کہہ کر اشارہ فرما دیا کہ میں اکیلا تکالیف پر صبر کرنے والا نہیں ہوں بلکہ دنیا میں اور بھی اللہ کے نیک بندے ہیں جو اللہ عزوجل کے حکم پر جم جانے والے اور مسائل و تکالیف کو برداشت کرنے والے ہیں۔

---

(۱) تفسیر کبیر، روح المعانی۔

اس جملے سے یہ سبق ملتا ہے کہ انسان کو کسی معاملے میں اپنے اوپر خواہ کتنا ہی اعتماد ہو لیکن اسے ایسے بلند بانگ دعوے نہیں کرنے چاہئیں جن سے غرور و تکبر ٹپکتا ہو، اگر کہیں ایسی کوئی بات کہنے کی ضرورت ہو تو الفاظ میں اس کی رعایت ہونی چاہئے کہ ان میں اپنے بجائے اللہ ﷻ پر بھروسے کا اظہار ہو اور جس حد تک ممکن ہو تواضع کے دامن کو نہ چھوڑا جائے۔ (۱)

(۴) اللہ کے اشارے پر سب کچھ قربان کر دینا:

ذبح کا حکم خواب کے ذریعے اس لئے دیا تا کہ رہتی دنیا تک لوگوں کے لئے سبق آموز بات بن جائے کہ غور فرمائیں ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں اللہ کی جانب سے صرف ایک اشارہ ملا، اس اشارے پر بیٹے کو قربان کرنے پر تیار ہو گئے، آج ہم اللہ کے بڑے بڑے صریح حکموں کو چھوڑ دیتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام گزشتہ حکموں کو بجالانے کی طرح اس عظیم حکم کو بھی بخوشی قبول کرنے کے لیے نہ صرف تیار ہو گئے بلکہ ذبح کرنے کے لیے کوئی کسر نہیں چھوڑی، اور پھر اللہ تعالیٰ نے جنت سے دنبہ بھجوایا اور وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا بدل بن گیا۔ (۲)

بعض تاریخی اور تفسیری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام قربانی کے عظیم جذبے کے ساتھ اسماعیل علیہ السلام کو منیٰ کے قربان گاہ کی طرف لے جانے لگے تو شیطان نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تین مرتبہ بہکانے کی کوشش کی، ہر بار حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے سات کنکریاں مار کر بھگا دیا، آج تک حجاج کرام منیٰ کے تین جمرات پر اسی محبوب عمل کی یاد کنکریاں مار کر مناتے ہیں۔ (۳)

---

(۱) تفسیر روح البیان، تفسیر کبیر و معارف القرآن۔

(۲) تفسیر کبیر۔ (۳) معارف القرآن۔

ذبح کے وقت باپ بیٹے کا کلام:

بالآخر جب دونوں باپ بیٹے یہ انوکھی عبادت انجام دینے کے لئے قربان گاہ پر پہنچے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد سے کہا کہ اے ابا جان مجھے خوب اچھی طرح باندھ دیجئے تاکہ میں زیادہ تڑپ نہ سکوں اور اپنے کپڑوں کو بھی مجھ سے بچائیے، ایسا نہ ہو کہ ان پر میرے خون کی چھینٹیں پڑیں تو میرا ثواب کم ہو جائے، اس کے علاوہ میری والدہ خون دیکھیں گی تو غم زدہ ہوں گی اور اپنی چھری تیز کر لیجئے اور اسے میرے حلق پر ذرا جلدی جلدی پھیرئیے گا تاکہ آسانی سے میرا دم نکل سکے، کیونکہ موت بڑی سخت چیز ہے، اور جب آپ میری والدہ کے پاس جائیں تو ان کو میرا سلام کہہ دیجئے گا اور اگر آپ میری قمیص والدہ کے پاس لے جانا چاہیں تو لے جائیں، شاید اس سے انہیں کچھ تسلی ہو، اکلوتے بیٹے کی زبان سے یہ الفاظ سن کر ایک باپ کے دل پر کیا گذر سکتی ہے؟ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام استقامت کے پہاڑ بن کر جواب یہ دیتے ہیں کہ ”بیٹے! تم اللہ کا حکم پورا کرنے کے لئے میرے کتنے اچھے مددگار ہو۔“ یہ کہہ کر انہوں نے بیٹے کو بوسہ دیا اور پُرنم آنکھوں سے انہیں باندھا۔ (1)

پیشانی کے بل لٹانے کی وجہ:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ (انہیں پیشانی کے بل خاک پر لٹا دیا) حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے اس کا مطلب یہ منقول ہے کہ انہیں اس طرح کروٹ پر لٹا دیا کہ پیشانی کا ایک کنارہ زمین سے چھونے لگا۔ تاریخی روایات میں اس طرح لٹانے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ شروع میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں سیدھا لٹایا تھا، لیکن جب چھری چلانے لگے تو بار بار

---

(1) معارف القرآن۔

چلانے کے باوجود گلا کٹتا نہیں تھا، کیونکہ اللہ ﷻ نے اپنی قدرت سے پیتل کا ایک ٹکڑا بیچ میں حائل کردیا تھا، اس موقع پر بیٹے نے خود یہ فرمائش کی کہ ابا جان! مجھے چہرے کے بل کروٹ پر لٹا دیجئے، اس لئے کہ جب آپ کو میرا چہرہ نظر آتا ہے تو شفقت پدری جوش مارنے لگتی ہے، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں اسی طرح لٹا کر چھری چلانی شروع کی۔ (۱)

قربانی کا جانور اولاد کا نعم البدل ہے:

اللہ ﷻ کی حکمت بالغہ اور علم ازلی میں یہ بات بھی طے تھی کہ ابراہیم علیہ السلام کو اول بیٹے کے ذبح کا حکم دیا جائے گا اور پھر یہ حکم محبوب بیٹے سے پھیر کر دنبے کی طرف منتقل کردیا جائے گا، اللہ ﷻ چاہتے تو براہ راست کسی جانور کو ذبح کرنے کا حکم دیتے لیکن پہلے بیٹے کی قربانی کرنے کا حکم دیا، یہ اس لیے تھا تاکہ قیامت تک آنے والے لوگوں کو بتایا جاسکے کہ اگر اللہ ﷻ کا حکم اولاد کو قربان کرنے کا بھی آجائے تو تم کر گذرو، حکم پورا کرنے میں ذرہ برابر بھی تامل نہ کرو لہٰذا دل میں اس قربانی کے جذبات رکھو کیونکہ اولاد بھی عطیۂ خداوندی ہے، اگر وہ اپنی دی ہوئی چیز کو واپس لے لے یعنی موت آجائے یا قربان کرنے کا حکم دے تو آدمی کو ذرہ برابر تردد و تامل نہیں ہونا چاہیے، توحید وایمان کی تکمیل کا تقاضا یہی ہے، اللہ کے حکم پر اپنی جان مال اور اولاد کو قربان کردے۔

آج ہم اولاد کی تمنا پر اللہ کا حکم قربان کردیتے ہیں:

ذرا سوچیں تو سہی کہ اگر اولاد کی قربانی کا حکم اسی طرح برقرار رکھا جاتا تو کون صاحب دل لرزتے ہاتھوں سے اپنے بیٹے کو ذبح کرتا؟ یقیناً وہی کرتا جس کے دل میں اللہ ﷻ کے حکم کی

(۱) معارف القرآن۔

محبت اولاد کی محبت سے زیادہ ہوتی مگر اللہ ﷻ نے ہمیں اس بڑی آزمائش سے بچالیا اور اچھے سے اچھے جانور کو ذبح کرنے کا حکم دیا، اب ہم اپنی اولادوں کو تو نہیں قربان کر سکتے لیکن اُن کی ان ناجائز ،حرام خواہشات کو قربان کردیں، اولاد کی چاہتوں کو پورا کرنے میں اگر اللہ ﷻ کی نافرمانی ہورہی ہے تو پھر اللہ ﷻ کے حکم کے سامنے اولاد کی اور اپنی تمام تمناؤں اور احساسات وجذبات کو قربان کردیں، اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کے حکموں کو ہرگز قربان نہ کریں۔

❁❁❁❁❁

قربانی اور ہماری نیت

" عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ ضَحَّىٰ طَيِّبَةً نَفْسُهُ مُحْتَسِباً لِأُضْحِيَتِهِ كَانَتْ لَهُ حِجَاباً مِنَ النَّارِ" (۱)

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ جو آدمی قربانی کرے گا اس طرح سے کہ قربانی کرتے وقت اندر سے اس کا جی خوش ہو رہا ہو کہ میں اللہ کے راستے میں قربانی پیش کر رہا ہوں اور اپنی قربانی پر ثواب کی امید بھی رکھتا ہو "كَانَتْ لَهُ حِجَاباً مِنَ النَّارِ" تو یہ قربانی اس کے اور جہنم کے بیچ میں حائل ہو جائے گی، رکاوٹ بن جائے گی۔ نبی پاک ﷺ نے اس حدیث میں دو باتیں ارشاد فرمائیں:

(۱) قربانی خوشی سے کرے:

کوئی بھی عمل اللہ ﷻ کے سامنے جب انسان پیش کرے تو خوش دلی سے پیش کرے اور دل وزبان پر یہ ہو کہ اے اللہ! تیرا شکر ہے تیرا احسان ہے، فضل ہے، کرم ہے کہ تو نے مجھے اس عمل کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

(۲) ثواب کی امید رکھے:

"اس مبارک عمل کو ادا کرتے وقت ثواب کی امید بھی رکھتا ہو" تو اللہ ﷻ اس جانور کو اس کے اور جہنم کے درمیان رکاوٹ بنا دینگے، ایک دوسری حدیث پاک میں آتا ہے کہ یہ جانور پل صراط پر اس کے لئے سواری بن جائے گا۔

---

(۱) الترغیب والترھیب ص۱۰۰ ج۲۔

نیک نیتی قربانی کی اصل روح ہے:

یہ بات بھی ذہن نشین فرمالیں کہ جس طرح جانور جسم اور روح سے مرکب ہے، جسم ظاہری شکل ہے اور روح اصل ہے، جسم اسکے تابع ہے، اگر روح جسم سے نکل جائے تو جسم بے کار ہو جاتا، اسی طرح ہر نیک عمل کی ایک ظاہری شکل ہے جو جسم کی طرح ہے اور ایک اس عمل میں نیک اور اچھی نیت ہے جو روح کی حیثیت رکھتی ہے، مثلاً: قربانی کے عمل کو لیجئے، اس میں بھی دو چیزیں ہیں ایک تو قربانی کا جانور خریدنا، اس کی خدمت کرنا اور پھر اس کو ایام قربانی میں ذبح کرنا، یہ قربانی کا ظاہری ڈھانچہ اور اس کی ظاہری شکل ہے، صرف یہی کافی نہیں بلکہ اس ظاہری شکل میں جو دوسری چیز ہے وہ اس کی روح ہے، روح کے بغیر جس طرح جسم بے کار ہو جاتا ہے، اسی طرح روح کے بغیر قربانی کا عمل بھی بے کار ہو جاتا ہے، اور قربانی کی روح نیک نیتی ہے، اللہ ﷻ کی رضا ہے، اللہ ﷻ کی خوشنودی ہے، اسی سے اس مبارک عمل میں جان پڑے گی اور قوت پیدا ہوگی اور پھر یہ جانور پل صراط پر بندے کے لیے سواری بنے گا اور اگر یہ روح قربانی کے اس عمل سے رخصت ہوگئی تو عمل بے جان ہو جائے گا، اس لیے قربانی کے موقع پر ہم بار بار اپنی نیتوں کو جانچتے رہیں، جانور خریدتے وقت بھی اللہ ﷻ کی رضا کی نیت کریں، جانور کی خدمت کرتے وقت بھی ذہن میں اس بات کو بٹھائیں کہ یہ عمل کیوں کر رہا ہوں...... اللہ ﷻ کی رضا کے لیے کر رہا ہوں، بار بار اس نیت کو ذہن میں دہرائیں کیونکہ شیطان مردود ہمارے اعمال میں ریاکاری ڈال کر برباد کر دیتا ہے، اس لیے نیت کو بار بار ٹٹولتے رہیں، کہیں کوئی فتور نہ پیدا ہو جائے۔

جانور کی نمائش کرنا اخلاص کے منافی ہے:

یہ بات بھی اخلاص کے منافی ہے کہ خوب شد و مد کے ساتھ جانور کی نمائش کی جائے اور ہر ایک کے سامنے اسکی قیمت کا تذکرہ کیا جائے اور بلا بلا کر لوگوں کو دکھایا جائے یا اس کی تصویریں اور موویاں بنا کر دوستوں کو دکھائی جائیں، اشتہارات میں شائع کی جائیں یا اس نیت ِ فاسدہ کے ساتھ کہیں کسی ایسی جگہ باندھیں جہاں بھرپور نمائش ہو، یہ سب باتیں قربانی کی اصل روح کو برباد کر دیتی ہیں، ایک مبارک عمل میں کس قدر گناہ ہم نے جمع کر دیے، یہ نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق بن گیا، اس عمل کے ذریعے تو ہمیں اللہ ﷻ کا قرب حاصل کرنا چاہیے تھا مگر ہم مزید اللہ ﷻ سے دور ہو جائیں، یہ بڑی محرومی کی بات ہے، آدمی کو یہ سوچنا چاہیے کہ جس مالک و خالق کی خوشنودی کے لیے یہ مبارک عمل کر رہا ہوں وہ راضی ہو جائے، جتنی قیمت کا جانور بھی آیا ہے جس کے لیے قربانی کر رہا ہوں وہ جانتا ہے اور جس کے لیے کر نہیں رہا اس کو بتانے کی ضرورت نہیں۔ ریاکاری سے ذبح کیا ہوا جانور پل صراط پر سواری نہیں بن سکتا، اس کے ایک ایک بال کے بدلے میں کوئی نیکی نہیں ملے گی، ایسے آدمی کو اللہ کے یہاں کسی قسم کا اجر نہیں ملے گا بلکہ اس سے کہا جائے گا کہ اپنے اس عمل کا اجر اسی سے جا کر طلب کرو جس کے لیے آپ نے یہ عمل کیا تھا، آپ کا عمل ضائع ہو گیا اور اجر باطل ہو گیا۔

گزشتہ بعض امتوں کی قربانیاں:

گزشتہ امتوں میں جو قربانیاں ہوا کرتی تھیں ان قربانیوں میں اور ہماری اس امت میں جو قربانی ہے، دونوں میں بڑا فرق ہے، گزشتہ امت میں جب کسی کو قربانی کا حکم ہوتا تو یہ حکم ہوتا تھا

کہ اس قربانی والے جانور کو ایک میدان میں لا کر چھوڑ دو اور انتظار کرو، آسمان سے ایک آگ آئے گی اور وہ آ کر اس جانور کو یا جو بھی نذرانہ ہوتا تھا، اس کو کھا جائے گی، یہ اس بات کی علامت ہوتی تھی کہ اس آدمی کی قربانی اللہ ﷻ نے قبول کر لی ہے، اور اگر آسمان سے آگ نہ اترے تو یہ اس بات کی علامت ہوتی تھی کہ اس کی قربانی قبول نہیں ہوئی ہے، اللہ ﷻ نے اس کی قربانی کو قبول نہیں کیا ہے، جب اللہ ﷻ نے اس کی قربانی کو قبول نہیں کیا ہے تو ممکن ہے کہ اس کا مال حلال اور پاکیزہ نہ ہو، اس لئے اللہ ﷻ اس کی قربانی قبول نہیں کر رہے اور ممکن ہے اس کی نیت خالص نہ ہو، یہ دکھلاوے کے لئے قربانی کر رہا ہو، اس لئے اللہ ﷻ اس کی قربانی قبول نہیں کر رہے۔

امتِ محمدیہ پر اللہ کا فضل:

اللہ ﷻ نے اس امت کے ساتھ کتنا ستاری والا معاملہ فرمایا ہے کہ نیت وہ عمل ہے کہ یہ جانے اور اس کا اللہ جانے، کسی کو معلوم نہیں ہے کیا نیت ہے، بس یہ تو جانور کو ذبح کر رہا ہے، خون بہا رہا ہے، نیت جو بھی ہو جانور کا خون تو بہر حال بہہ ہی جاتا ہے، جانور تو ذبح ہو ہی جاتا ہے، یہاں پتہ نہیں چل پائے گا، اس کا راز فاش نہیں ہو پائے گا کہ اس کی کیا نیت ہے تو اللہ ﷻ نے اس امت کے ساتھ کتنا ستاری والا معاملہ فرمایا ہے اور اس کا مال حلال وطیب ہے کہ نہیں، یہ معاملہ بھی عام طور پر ظاہر نہیں ہو پاتا لیکن اگر خدانخواستہ یہ حکم دے دیا جاتا کہ یہ جانور ایک میدان میں چھوڑ دو یا ذبح کر کے اس کا گوشت وہاں رکھ دو پھر اگر آگ نے آ کر اس کو جلا دیا تو آپ کی قربانی اللہ ﷻ کے یہاں قبول ہے اور اگر آگ نے نہیں جلایا تو مردود ہے، سب کھرے اور کھوٹے کا پتہ چل جاتا کہ کس کا مال حلال ہے اور کس کی نیت میں فتور ہے، اگر قبول نہ ہوتی تو

لوگوں کے سامنے کس قدر رسوائی ہوتی، لیکن اللہ ﷻ نے حضرت محمد ﷺ کی برکت سے اس امت کے ساتھ خصوصی فضل اور کرم والا معاملہ فرمایا۔

قربانی میں تمہارا ہی فائدہ ہے:

پھر یہ بات بھی آپ ذہن نشین فرمالیں کہ اللہ ﷻ نے ہم سے مطالبہ تو کیا ہے کہ آپ جانور ذبح کیجیے لیکن یہ ذہن میں رہے کہ اللہ ﷻ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ ﷻ کا ارشاد ہے:

"لَنْ یَّنَا لَ اللّٰہَ لُحُوْ مُھَا وَلاَ دِ مَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَا لُہُ التَّقْوٰی مِنْکُم" (1)

''اللہ پاک کو نہ اس جانور کے گوشت کی ضرورت ہے، نہ خون کی ضرورت ہے، نہ کھال کی ضرورت ہے لیکن اللہ کے یہاں تمہاری نیکی پہنچتی ہے''

گوشت کھال وغیرہ یہ ساری چیزیں تمہارے ہی فائدے کے لئے ہیں۔

بس آپ اس کے تین حصے کردو، اور ایک حصہ آپ فقراء میں تقسیم کرینگے تو بھی آپ ہی کا فائدہ ہے، آپ ہی کو ثواب ملے گا، کیونکہ جب کسی فقیر کے گھر میں گوشت جائے گا آپ ہی کو اجر اور ثواب ملے گا، دوسرا حصہ آپ رشتے داروں کو دیں، اس میں بھی تین فائدے ہیں:

(۱) قرابت داری کا اجر ملے گا، (۲) قربانی کا ثواب بھی پہنچے گا، (۳) محبت بڑھے گی۔

حدیث پاک میں آتا ہے، کہ "تَھَادَوْا تَحَابُّوا" (2) ہدیہ دیا کرو، اس سے آپس میں محبت بڑھتی ہے۔ آپ جب اپنے عزیز اور رشتے دار کے گھر گوشت کا ہدیہ لے کر جائیں گے تو آپس میں قرابت داری میں اضافہ ہوگا، تعلقات اور اچھے ہونگے، تعلقات اور بہتر سے بہتر

---

(۱) سورۃ الحج آیت ۳۷۔

(۲) بیہقی۔

ہوتے چلے جائیں گے، یہ بھی کس کا فائدہ ہے؟ یہ بھی انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے۔

اور تیسرا حصہ بتایا کہ اس کو اپنے استعمال میں لاؤ، یہ بھی انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے، اللہ ﷻ کا حکم ہوا کہ بس ذبح کردو اور تمہاری مرضی کہ سارا کا سارا چاہو تو خود استعمال کرلو اور چاہو تو ان تین حصوں میں تقسیم کرلو جب بھی تمہارا ہی فائدہ ہے۔

جب ایک عمل جو کہ سو فیصد ہمارے ہی نفع کے لیے، ہمارے ہی فائدے کے لئے، ہماری ہی خیر اور بہتری کے لیے ہے تو ہم بدنیتی سے اور نیت کو خراب کر کے اس عمل کو برباد نہ کریں، یاد رکھیں نیت کے متعلق تین طرح کے لوگ پائے جاتے ہیں:

نیت کے اعتبار سے لوگوں کی تین قسمیں:

بری نیت والے: ایک مجمع وہ ہوتا ہے کہ جو عمل کر رہا ہوتا ہے، نیت خراب ہوتی ہے، اور جب نیت خراب ہوگئی، اس عمل پر کوئی بھی اجر نہیں ملے گا، حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ کوئی عمل ایسا ہوتا ہے جو خالص آخرت کا عمل ہے، نماز آخرت کا عمل ہے لیکن اگر نیت خراب ہوگئی تو اب یہ خالص دنیا کا بن گیا، کچھ بھی اس پر اجر نہیں ملے گا، کوئی فائدہ نہیں ملے گا، اسی طرح سے صدقہ خالص آخرت کا عمل ہے لیکن اگر نیت خراب ہوگئی، اجر انسان کا ضائع ہو جائے گا مثلاً قربانی میں خراب نیت یہ ہے کہ آدمی صرف گوشت کھانے کی نیت کرے یا لوگوں کو دکھانے کی نیت کرے، یہ فاسد نیت ہے۔ تو خلاصہ یہ ہے کہ نیت کے اعتبار سے ایک قسم کے وہ لوگ ہیں کہ جو خراب نیت کرتے ہیں، جس سے ان کا عمل خراب ہو جاتا ہے۔

حسنِ نیت والے: دوسرے وہ لوگ ہیں کہ جو اچھی نیت کرتے ہیں، یہ مجمع بھی بہت تھوڑا ہے کہ

جو خیر کا عمل کرتے وقت نیک نیت کرے، یعنی اچھی نیت کرے، ایک مباح عمل میں بھی اگر اچھی نیت کریں گے تو اجر ملے گا، مثلاً اپنی اولاد سے پیار و محبت میں بھی اگر سنت کی نیت کرے گا تو اجر ملے گا۔

بے نیت لوگ: اور ان دونوں سے زیادہ مجمع وہ ہوتا ہے جو بے نیت ہوتا ہے، کوئی نیت ہی نہیں ہوتی، خیر کا کام کرتے وقت، اچھا کام کرتے وقت کوئی نیت ہی نہیں ہوتی، اگر بے نیتی ہوئی تو اس پر اجر اور ثواب نہیں ملے گا، اچھی نیت ہوگی تو اس پر اجر ملے گا اور اگر بری نیت ہوگی تو اس سے عمل برباد ہو جائے گا، اچھی نیت پر اللہ ﷻ اجر دیں گے اور پھر اس جانور کے ایک ایک بال کے بدلے میں ایک ایک نیکی ملے گی، درجات بلند ہوں گے اور اس کے خون کا قطرہ زمین پر نہیں گرے گا کہ بندے کی مغفرت اور بخشش ہو جائیگی، یہ کب ہے؟ کہ جب نیک نیتی سے کیا جائے، اور یہ جانور پل صراط پر سواری بنے گا، یہ کب بنے گا؟ کہ جب نیک نیتی سے کیا جائے لہٰذا ہم اپنی نیتوں کو خالص کریں، ابھی سے ہم اپنی نیتوں کو درست کرلیں اور جب یہ قربانی کا مبارک عمل ہمیں کرنا ہی کرنا ہے تو نیتوں کو درست کر کے اس عمل کو اور بہتر اور اچھا بنالیں۔

❁❁❁❁❁

قربانی کی فضیلت

(۱) رسول اللہ ﷺ نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

”یا فَاطِمةُ قُومِي اِلٰی أُضحِيَتِکِ فَا شْهَدِ يهَا ، فَا نَّ لَکِ بِأ وَّلِ قَطْرَةٍ تَقْطُرُمِنْ دَمِهَا أَنْ يُغْفَرَ لَکِ مَا سَلَفَ مِنْ ذُنُوبِکِ“

اے فاطمہ! اپنی قربانی کے پاس حاضر ہو جاؤ کیونکہ اس کے خون کے پہلے قطرے کی وجہ سے تمہارے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے، ”قَالَت“ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا:

”یَا رَسُوْلَ اللہِ أَلَنا خاصَّةٌ أَهْلَ الْبَيْتِ ، اَوْ لَنَا وَ لِلْمُسْلِمِيْنَ“

یارسول اللہ! کیا یہ فضیلت صرف ہمارے لئے یعنی اہل بیت کے واسطے مخصوص ہے یا سب مسلمانوں کیلئے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بَلْ لَنَا وَلِلْمُسْلِمِيْنَ“ یہ فضیلت ہمارے لئے اور تمام مسلمانوں کیلئے ہے۔ (۱)

(۲) نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ ”مَا هٰذِهِ الْأَضَاحِي؟“ ان قربانیوں کی کیا حقیقت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”سُنَّةُ أَبِيْکُمْ اِبْرَاهِيْمَ“ یہ طریقہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام سے جاری ہے اور یہ ان کا طریقہ چلا آرہا ہے۔ ”فَمَا لَنَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم کو اس میں کیا ملتا ہے؟ فرمایا ”بِکُلِّ شَعَرَةٍ حَسَنَةٌ“ ہر بال کے بدلہ ایک نیکی! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ”فَالصُّوْفُ ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!“ اون والے جانور یعنی بھیڑ، دنبہ کے ذبح پر کیا ملتا ہے؟ فرمایا ”بِکُلِّ شَعَرَةٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ“ اون کے ہر بال کے بدلہ میں بھی ایک نیکی ملتی ہے۔ (۱)

---

(۱) الترغیب والترھیب ص۱۰۰ ج۲۔

عید کے دنوں میں سب سے بہترین عمل:

"مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ يَوْمَ النَّحْرِ عَمَلاً أَحَبَّ اِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ هِرَاقَةِ دَم. وَاِنَّهُ لَيَأْتِي يَوْمَ القِيَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وأَظْلاَفِهَا وَ أَشْعَارِهَا. وَاِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ عَلَى الأَرْضِ. فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْساً"(۱)

عید والے دن قربانی کے عمل سے زیادہ کوئی اور عمل اللہ کے نزدیک محبوب نہیں اور اس جانور کو قیامت کے دن سینگوں، کُھروں اور بالوں سمیت لایا جائے گا یعنی تولہ جائے گا اور اللہ اس کے خون کا قطرہ زمین پر گرنے سے پہلے پہلے قبول فرما لیتے ہیں لہٰذا خوش دلی سے قربانی کرو۔

قربانی نہ کرنے کی سزا: (۳) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ كَانَ لهُ سَعَةٌ، وَلَمْ يُضَحِّ ، فَلاَ يَقْرُبَنَّ مُصَلَّانَا"(۲)

جو آدمی باوجود وسعت کے قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔

اس سے بڑھ کر کیا سزا ہو سکتی ہے کہ عید والے مبارک دن بھی نبی اکرم ﷺ کی نگاہِ کرم اس آدمی پر نہ پڑے جو وسعت کے باوجود قربانی نہ کرے، نبی اکرم ﷺ نے ایسے آدمی سے لاتعلقی کا اظہار فرمایا اور ظاہر ہے کہ جس سے نبی ﷺ لاتعلقی کا اظہار فرمادیں اس سے بڑھ کر اور کیا بدقسمتی ہو سکتی ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اگر قربانی کا نصاب ہمارے پاس پورا ہے اور قربانی واجب ہے تو ضرور کریں، گھر کے تمام بالغ افراد کا علیحدہ علیحدہ نصاب شمار ہوگا، صرف گھر کے سربراہ کے کر دینے سے بقیہ افراد سے قربانی کا حکم ساقط نہیں ہوگا۔

❁❁❁❁❁

---

(۱) ترمذی ص ۳۸۳ ج ۱۔

(۲) ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۱۲۶۔

قربانی کے مسائل

قربانی کس پر واجب ہے؟

مقیم، بالغ، عاقل اور مالدار پر قربانی واجب ہے، مالدار سے مراد وہ شخص ہے جو نصاب صدقۃ الفطر کا مالک ہو یعنی اس کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا نقدی یا اشیاء ضرورت کے سوا کوئی چیز اتنی مالیت کی ہو جو ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے، یاد رکھنا چاہئے کہ ریڈیو، ٹیپ ریکارڈر، ٹی وی، کپڑوں کے وہ تمام زائد جوڑے جو بالکل استعمال نہ ہوتے ہوں اور جو بغیر سلے رکھے ہوئے ہیں، نہ تو ابھی استعمال میں ہیں اور نہ ہی ان کی فی الحال ضرورت ہے اور وہ تمام اشیاء جو محض زیب و زینت یا نمود و نمائش کیلئے گھروں میں رکھی رہتی ہیں، مثلاً: گھروں میں لٹکے ہوئے پردے وغیرہ اور پورا سال استعمال نہ ہونے والے برتن وغیرہ یہ سب ضرورت سے زائد ہیں، وجوبِ قربانی کیلئے ان سب اشیاء کی بھی قیمت لگائی جائے گی اگر ان کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے تو قربانی واجب ہے۔ (۱)

ضرورت سے زائد پلاٹ پر قربانی:

جس کے پاس رہائشی مکان کے علاوہ دوسرا مکان یا ضرورت کے پلاٹ کے علاوہ اور پلاٹ ہے اس پر قربانی واجب ہے۔ (۲)

ضرورت سے زائد سامان پر قربانی:

اگر کسی کے پاس نہ سونا ہے نہ چاندی نہ نقدی نہ سامانِ تجارت، لیکن گھر میں ضرورت سے زائد اشیاء مثلاً: ٹی وی، ریڈیو وغیرہ اتنی ہیں کہ ان کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی

---

(۱) شامی۔

(۲) آپ کے مسائل اور ان کا حل۔

قیمت کو پہنچ جاتی ہے تو اس پر قربانی واجب ہے۔ (۱)

نصاب قربانی پر سال کا گزرنا شرط نہیں:

قربانی کے وجوب کیلیے مال پر سال گزرنا شرط نہیں حتی کہ اگر کسی شخص کے پاس عید والے دن بھی مال بقدرِ نصاب آگیا تو اس پر قربانی واجب ہے، حتیٰ کہ اگر بارہ ذی الحجہ کو بھی اتنا مال حاصل ہو گیا تو قربانی کریگا۔ (۲)

تعلیمی فیس کے لئے موجود رقم پر قربانی:

وہ جوان جو ملازمت وغیرہ تو نہیں کرتے لیکن والدین نے ان کے اکاؤنٹ میں اتنی رقم ان کے نام کی ہوئی ہے جس سے ساڑھے باون تولہ چاندی خریدی جا سکے تو ایسے جوانوں پر قربانی واجب ہے، چاہے وہ پیسہ تعلیم کی فیس کے لئے رکھا ہو یا کسی ایسے کام کے لئے رکھا ہو جو اس وقت ضروری نہیں، جب بھی قربانی واجب ہے۔

جہیز کے سامان پر قربانی:

وہ بہن بیٹیاں جنہوں نے ملازمت کر کے یا کچھ پس انداز کر کے اپنی شادی کے لئے جہیز کا کچھ سامان تیار کر رکھا ہے جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچتی ہے تو ان پر قربانی واجب ہے، اس لئے کہ یہ سامان اس وقت ان کی ضرورت سے زائد ہے، ضرورت ثابت تب ہوگی جب یہ استعمال کریں گی اور ظاہر ہے وہ شادی کے بعد ہی ہوگا، اسی طرح شادی وغیرہ کیلیے جمع شدہ رقم پر قربانی واجب ہے اور حج وعمرے کیلیے جمع شدہ رقم پر بھی قربانی واجب ہے۔

---

(۱) آپ کے مسائل اور ان کا حل۔

(۲) بدائع الصنائع۔

قربانی کے جانور:

اونٹ، گائے، بھینس، بکری، بھیڑ، دنبہ، ان اقسام میں سے ہر قسم کے جانور کی قربانی جائز ہے خواہ وہ نر ہو یا مادہ یا خصی، ان کے سوا کسی دوسرے جانور کی قربانی درست نہیں، جیسے نیل گائے، ہرن وغیرہ۔ (۱)

جانوروں کی عمروں کی تفصیل:

اونٹ کی عمر کم از کم پانچ سال، گائے بھینس کی عمر دو سال اور بھیڑ بکری کی عمر ایک سال ہونا ضروری ہے، البتہ بھیڑ اور دنبہ اگر اس قدر فربہ ہوں کہ دیکھنے میں پورے سال کے معلوم ہوتے ہوں اس طور سے کہ انہیں سال کے جانوروں میں چھوڑ دیا جائے تو دور سے دیکھنے والا ان میں امتیاز نہ کر سکے، تو سال سے کم عمر ہونے کے باوجود ان کی قربانی جائز ہے، بشرطیکہ چھ ماہ سے کم نہ ہوں، اس لئے کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"نِعْمَ أَوْ نِعْمَتِ الْأُضْحِيَةُ الْجَذَعُ مِنَ الضَّانِ" (۲)

''بھیڑ دنبے میں سے جذع کی قربانی بھی بہتر قربانی ہے۔''

اور امام ترمذیؒ نے امام وکیعؒ کا قول نقل کیا ہے ''جذع'' کا لفظ چھ ماہ کی عمر پوری ہو جانے والے جانور پر بولا جاتا ہے''، حدیث میں چونکہ سال سے کم عمر والے جانور کی قربانی جائز ہونا صرف بھیڑ اور دنبے ہی کو بتایا گیا ہے لہٰذا یہ اگر سال سے کم ہوں تو جائز ہے، البتہ بقیہ جانوروں میں کم عمر کا جانور جائز نہیں (اگر چہ فربہ ہونے کے سبب بڑا معلوم ہوتا ہو)۔ جانور کے دانتوں کا گرا ہونا عمر پوری ہونے کی علامت ہے لہٰذا اگر عمر پوری ہو اور دانت نہ گرے ہوں تو بھی اس کی قربانی جائز ہے۔

---

(۱) فتاویٰ عالمگیریہ۔

(۲) ترمذی ۳۸۴ ج ۱۔

جانور کے حصوں کی تفصیل:

قربانی کی کم از کم مقدار ایک چھوٹا جانور (بھیڑ بکری) یا بڑے جانور (اونٹ، گائے، بھینس) کا ساتواں حصّہ ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"كُنَّا نَتَمَتَّعُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَذْبَحُ الْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْجَزُوْرَ عَنْ سَبْعَةٍ نَشْتَرِكُ فِيْهَا" (۱)

ہم گائے اور اونٹ کی قربانی میں سات افراد شریک ہوتے تھے۔

ساتویں حصے سے کم حصہ ہو تو...:

کسی کا حصّہ ساتویں سے کم ہو تو شرکاء میں سے کسی کی بھی قربانی نہ ہوگی، کسی بڑے جانور میں سات سے کم شرکاء ہیں تو سب کی قربانی درست ہے۔ (۲)

قربانی اور عقیقہ:

البتہ اگر بعض کی نیت عقیقہ کی ہے تو درست ہے، اسی طرح اگر بڑے جانور میں کسی مرتد، قادیانی، کو شریک کر لیا تب بھی کسی کی قربانی درست نہ ہوگی۔

مسئلہ: بڑے جانوروں میں دو تین حصہ دار بھی قربانی کر سکتے ہیں لیکن ان میں سے ہر ایک کا حصہ ایک سے کم نہ ہو۔

جانور خریدنے کے آداب:

(۱) نیت کی اصلاح: جانور خریدنے سے پہلے اپنی نیت درست کر لی جائے کہ اللہ ﷻ کی رضا

---

(۱) ابوداؤد ص ۳۵۰ ج ۱۔

(۲) بدائع الصنائع ص ۷۱ ج ۵۔

منڈی اور خوشنودی کے لئے قربانی کا جانور خرید رہا ہوں، بار بار اپنی نیت کا محاسبہ کرتا رہے کہ کہیں دل میں ریا کاری کے جذبات نہ پیدا ہو جائیں، اس قسم کے جذبات سے قربانی کا ثواب برباد ہو جاتا ہے۔

(۲) دعاؤں کا اہتمام: منڈی میں جا کر یہ دعائیں پڑھیں:

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِ وَ يُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ." (۱)

"اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ساری تعریفیں اسی کے لئے ہیں، وہی زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے اور وہ زندہ ہے اس کو موت نہ آئے گی تمام بھلائیاں اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

حدیث میں آتا ہے جو شخص بازار میں داخل ہوتے وقت اس مذکورہ دعا کو پڑھ لے گا، اللہ اس کے لئے دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتے ہیں اور دس لاکھ گناہ مٹا دیتے ہیں اور جنت میں اس کے لئے ایک گھر تیار کرا دیتے ہیں۔

اور یہ دعا بھی پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ السُّوْقِ وَ خَيْرَ مَا فِيْهَا وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ أَنْ أُصِيْبَ فِيْهَا يَمِيْنًا فَاجِرَةً أَوْصَفْقَةً خَاسِرَةً. (۲)

"میں اللہ کا نام لے کر داخل ہوا اے اللہ! میں تجھ سے اس بازار کی اور جتنی بھی چیزیں اس بازار میں ہیں ان سب کی خیر اور بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اے اللہ! بازار کے شر اور جتنی بھی چیزیں اس بازار

(۱)(۲) ابن سنی فی عمل الیوم واللیلۃ۔

میں ہیں ان سب کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں یہاں خرید فروخت کے سلسلے میں جھوٹی قسم کھاؤں یا تجارتی معاملے میں نقصان اٹھاؤں۔"

قربانی سے چند دن پہلے خرید کر جانور کی خدمت کرے اسے خوب کھلائے پلائے۔

(۳) خریداری دن کو کریں:

دن کو خریدنا زیادہ بہتر ہے اس لئے کہ جانور کے عیوب وغیرہ پر آسانی سے مطلع ہوسکیں اور دن کو خریدنے میں اپنی اور اپنے مال اور جانور کی حفاظت اچھی طرح ہوسکتی ہے۔

(۴) جانور صحیح سالم ہو:

خوبصورت جانور خریدے جو کہ عیوب سے سالم ہو لیکن نمود ونمائش کی نیت نہ ہو۔

(۵) کسی کے بھاؤ پر بھاؤ نہ لگایا جائے:

جب آدمی خریداری کے لئے جائے اور خریدار اور بیچنے والا آپس میں معاملہ کر رہے ہوں تو جب تک دونوں میں کوئی حتمی بات طے نہ ہو جائے، درمیان میں دخل اندازی نہ کریں، مثلاً: دونوں ایک قیمت پر بحث مباحثہ کر رہے ہوں تو کوئی آدمی بیچنے والے کو زیر بحث قیمت سے زیادہ کی پیشکش نہ کرے اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا، چنانچہ ارشاد فرمایا:

"لَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ"[1]

تم میں سے کوئی آدمی اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے۔

---

(۱) ترمذی کتاب البیوع۔

(٦) جانور گم ہوجائے یا بھاگ جائے تو یہ دعا پڑھیں:

(۱) اَللّٰھُمَّ رَادَّ الضَّالَّۃِ وَھَادِيَ الضَّلَالَۃِ أَنْتَ تَھْدِيْ مِنَ الضَّلَالَۃِ اُرْدُدْ عَلَيَّ ضَالَّتِيْ بِقُدْرَتِکَ وَسُلْطَانِکَ فَاِنَّھَا مِنْ عَطَائِکَ وَفَضْلِکَ. (۱)

"اے اللہ! اس گمشدہ کو واپس کرنے والے اور راہ بھٹکے ہوئے کو راہ دکھانے والے تو ہی گمشدہ کو راہ بتاتا ہے اپنی قدرت اور غالبیت کے ذریعہ میری گمشدہ چیز کو واپس فرمادے کیونکہ بے شک وہ تیری عطا اور تیرے فضل سے مجھے ملی ہے۔"

زندہ جانور کو تول کر بیچنا:

جس طرح جانور کو دیکھ بھال کر قیمت متعین کی جاتی ہے، اسی طرح جانور کو تول کر خریدنا اور بیچنا بھی جائز ہے۔

کن جانوروں کی قربانی درست نہیں ہے؟

چونکہ قربانی کا جانور بارگاہ خدا میں پیش کیا جاتا ہے، اس لئے جانور عمدہ اور موٹا تازہ صحیح سالم، عیوب سے پاک ہونا چاہیے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ:

"أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ" (۲)

حضور ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ قربانی کے جانور کی آنکھ اور کان اچھی طرح دیکھ لیں۔

حضور اقدس ﷺ سے پوچھا گیا کہ قربانی میں کن کن جانوروں سے پرہیز کیا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "لَایُضَحّٰی بِالْعَرْجَاءِ بَیِّنٌ ظَلَعُھَا وَلَا بِالْعَوْرَاءِ بَیِّنٌ عَوَرُھَا. وَلَا بِالْمَرِیْضَۃِ بَیِّنٌ مَرَضُھَا، وَلَا بِالْعَجْفَاءِ الَّتِي لَا تُنْقِی" (۳)

"چار طرح کے جانوروں سے پرہیز کرو: (۱) وہ لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو،

---

(۱) طبرانی۔ (۳) ترمذی ص ۳۸۴ ج ۱۔

(۲) ابوداؤد ص ۳۳۹ ج ۱، ترمذی۔

(۲) وہ کانا جانور جس کا کانا پن ظاہر ہو، (۳) ایسا بیمار جانور جس کا مرض ظاہر ہو،
(۴) ایسا دبلا جانور جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو۔''

اس کے علاوہ:

(۵) جس کے کان کا تہائی حصہ کٹا ہوا ہو یا جس کا کان چرا ہوا ہو یا جس کے کان میں سوراخ ہو۔ (۱)

(۶) جو بالکل اندھا ہو۔

(۷) جس کی دم کٹ گئی ہو یا اس کا ایک تہائی سے زیادہ حصہ کٹا ہوا ہو۔

(۸) جو تین پاؤں پر چلتا ہو اور چوتھا پاؤں نہ رکھتا ہو۔ (۲)

(۹) جس کے دانت ٹوٹ چکے ہوں۔

(۱۰) جس کے سینگ جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں، البتہ جس کے پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں اور عمر پوری ہو تو وہ جائز ہے۔ (۳)

(۱۱) گائے کے دو تھن اور بکری کا ایک تھن خراب ہو تو قربانی جائز نہیں۔

جانور خریدنے کے بعد عیب دار ہو گیا تو...؟

اگر قربانی کا جانور خرید لیا اور اس میں کوئی ایسا عیب پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے قربانی درست نہیں ہوتی تو اس کے بدلے دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے، ہاں اگر غریب آدمی ہو جس پر قربانی واجب نہیں تھی اور اس نے ثواب کے شوق میں جانور خرید لیا تھا تو اسی عیب دار جانور کی قربانی کر دے۔ (۴)

---

(۱) ترمذی کتاب الاضاحی۔

(۲) شامی۔ (۳) (۴) عالمگیریہ۔

مسئلہ: قربان گاہ لاتے ہوئے یا ذبح کرنے کیلئے لٹاتے ہوئے جانور زخمی ہوگیا تو اسکی قربانی جائز ہے۔ (۱)

جانوروں کے دودھ کا حکم: اگر قربانی کے جانوروں کے تھنوں میں دودھ ہے تو ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مار کر اسے خشک کرلیا جائے اور اگر جانور کو تکلیف ہو تو نکال کر صدقہ کردیا جائے اپنے استعمال میں نہ لائے۔ (۲)

گابھن جانور: قربانی کے جانور کا اگر ذبح کرنے سے پہلے بچہ پیدا ہوگیا یا ذبح کرتے وقت اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکل آیا تو اس کو بھی ذبح کردیں اور اگر مرا ہوا ہو تو اسے پھینک دیں۔ (۳)

خصی جانور کی قربانی: جانور کا خصی ہونا عیب نہیں، یہی وجہ ہے کہ اس کی قیمت دوسرے جانور کی بنسبت زیادہ ہوتی ہے لہٰذا قربانی جائز ہے اور حدیث میں ہے کہ:

"ضَحَّی بِكَبْشَيْنِ مُوْجَئَيْنِ"

نبی اکرم ﷺ نے دو خصی دنبوں کی قربانی کی۔ (۴)

کھیرا جانور: کھیرے جانور کی عمر پوری ہے تو قربانی جائز ہے۔

قربانی کا وقت:

ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد سے لے کر بارہویں تاریخ کی شام تک قربانی کرنے کا وقت ہے، چاہے جس دن قربانی کرے لیکن قربانی کرنے کا سب سے افضل دن دسویں تاریخ، پھر گیارہویں پھر بارہویں ہے مگر بارہویں کے غروب آفتاب کے بعد قربانی جائز نہیں، دن اور رات دونوں میں قربانی کرسکتے ہیں لیکن دن میں کرنا افضل ہے۔ البتہ

---

(۱) عالمگیر۔ (۲) عالمگیریہ ص ۳۰۱ ج ۵۔
(۳) آپ کے مسائل اور ان کا حل۔ (۴) مسند احمد، سنن بیہقی و ابن ماجہ

بقر عید کی نماز سے پہلے قربانی جائز نہیں اس لئے کہ حضرت براءؓ نے فرمایا:

"خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ يَوْمِ نَحْرٍ فَقَالَ لَا يَذْبَحَنَّ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُصَلِّيَ"(۱)

نبی اکرم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا تم میں سے کوئی آدمی
جانور ذبح نہ کرے یہاں تک کہ نمازِ عید پڑھ لے۔

قربانی کے تین ایام ہیں: حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: "قربانی کے ایام عید الاضحیٰ کا دن اور اس کے بعد کے دو دن ہیں۔"

مسئلہ: شہر میں عید کی نماز کسی بھی جگہ ہو جائے تو قربانی کی جاسکتی ہے، اگرچہ قربانی کرنے والے نے اب تک عید کی نماز نہ ادا کی ہو۔

غائب کی طرف سے قربانی: غائب کی طرف سے اس کی اجازت کے بغیر واجب قربانی کریں تو یہ درست نہیں اور اگر کسی جانور میں کسی غائب کا حصہ اس کی اجازت کے بغیر تجویز کرلیا تو باقی حصہ داروں کی قربانی بھی درست نہ ہوگی۔

بیرون ملک کے باشندوں کی قربانی کا وقت: وہ احباب جو دوسرے ممالک میں رہائش پذیر ہیں انہوں نے اگر آپ کو اپنی جانب سے قربانی کرنے کا وکیل بنایا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ جس ملک میں وہ رہائش پذیر ہے وہاں عید الاضحیٰ ہو چکی ہو اور جس ملک میں قربانی کی جارہی ہے وہاں پر بھی عید الاضحیٰ ہو، مثلاً سعودی عرب میں رہنے والے نے آپ کو قربانی کا وکیل بنایا اور وہاں چونکہ دس ذی الحجہ کے دن عام طور پر ہمارے ہاں پاکستان میں ۹ ذی الحجہ کا دن ہوتا ہے تو ۹ ذی الحجہ کو آپ قربانی نہیں کرسکتے بلکہ ۱۰ یا ۱۱ کو کریں، اور یہاں کی ۱۲ ذی الحجہ کو بھی نہیں کریں گے اس لیے کہ جس کی قربانی آپ کررہے ہیں اس کی قربانی کا وقت ختم ہوگیا۔

---

(۱) ترمذی ص ۳۸۴ ج ۱۔

(۲) موطاء امام مالک کتاب الضحایا باب ایام الاضحیٰ۔

مردے کی جانب سے قربانی: اپنے مرحوم والدین اور دیگر مُردوں کی جانب سے بھی قربانی کی جاسکتی ہے لیکن جو قربانی اپنے لئے ہے اس میں کسی کو شریک نہیں کرسکتا بلکہ دوسری قُربانی کر کے اس کے ثواب میں ایک سے زائد افراد کو شریک کرسکتے ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے:

''اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یُّضَحِّیَ اِشْتَرٰی کَبْشَیْنِ عَظِیْمَیْنِ سَمِیْنَیْنِ اَقْرَنَیْنِ اَمْلَحَیْنِ مَوْجُوْئَیْنِ فَذَبَحَ اَحَدَھُمَا عَنْ اُمَّتِہٖ لِمَنْ شَھِدَ لِلّٰہِ بِالتَّوْحِیْدِ وَشَھِدَ لَہٗ بِالْبَلَاغِ وَذَبَحَ الْاٰخَرَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَعَنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ''(۱)

''نبی اکرم ﷺ نے جب قربانی کا ارادہ فرمایا تو دو موٹے بھاری جسم والے بڑے بڑے سینگوں والے سفید رنگ والے جوسیاہی مائل تھے خصی دنبے خریدے اور ایک پوری امتِ مسلمہ کی جانب سے ذبح فرمایا اور دوسرا اپنی اور اپنے گھر والوں کی جانب سے ذبح فرمایا۔''

گنجائش ہوتو مُردوں کے لئے ضرور قربانی کریں بڑے ثواب کا کام ہے، اس قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتے ہیں اور فقراء اور اغنیاء کو بھی کھلا سکتے ہیں لیکن اگر میت نے قربانی کی وصیت کی ہوتو اس کا گوشت صرف مستحقین زکوۃ ہی کو دیا جائے گا۔

جانور کے بال اور دودھ کا حکم: قربانی کرنے سے پہلے جانور کے بال کاٹ کر اور دودھ دوہ کر خود استعمال نہ کرے، بلکہ صدقہ کردینا لازم ہے البتہ قربانی کے بعد بال کھال وغیرہ کا استعمال جائز ہے۔

مسئلہ: ایک گائے میں چار زندہ اور تین مرحوم کی طرف سے بھی قربانی کرسکتے ہیں، اور طریقہ وہی ہے جو سات زندہ آدمیوں کا ہے۔(۲)

مسئلہ: گھر میں ہر صاحب نصاب پر قربانی واجب ہے، ایک کی قربانی سب کے لئے کافی نہیں ہو سکتی۔(۳)

---

(۲)(۳) آپ کے مسائل اور ان کا حل۔

(۱) ابن ماجہ ۳۱۲۲۔

بیوی اور اولاد کی طرف سے قربانی کا حکم:

قربانی صرف اپنی جانب سے واجب ہے، اپنی اولاد، بیوی، والدین کی طرف سے قربانی کرنا واجب نہیں اگر ان لوگوں پر قربانی واجب ہے تو وہ خود اپنی اپنی طرف سے قربانی کریں یا گھر کے سربراہ کو وکیل بنادیں، اگر وکیل نہ بنائیں گھر کا سربراہ ان کی اجازت کے بغیر ان کی طرف سے واجب قربانی کردے گا تو ادا نہ ہوگی۔ (۱) اور اپنے مرحوم والدین یا حضور ﷺ کی طرف سے قربانی درست ہے اور بڑا ثواب ہے لیکن اس سے ایسا کرنے سے اپنے ذمے سے قربانی ساقط نہیں ہوتی۔

حج کیلئے جانے والوں پر قربانی بدستور واجب ہے:

جن حضرات پر حج فرض ہو اور وہ حج کے لئے گئے ہوئے ہوں تو وہ حج کی قربانی کے علاوہ اپنی واجب قربانی بھی کریں گے، حج کی قربانی ان کے لئے دم شکر ہے یعنی حج کی توفیق ملنے کی وجہ سے شکر واجب ہوا ہے اور اس کی ادائیگی میں جانور ذبح کریں گے، باقی واجب قربانی ان کے ذمے بدستور ہے، چاہیں تو وہاں کریں اور چاہیں تو اپنے مقام پر کسی کو وکیل بنائیں۔

ذبح کا طریقہ:

جانور قبلہ رخ کرے، چھری تیز رکھے، ذبح کے علاوہ ہر ممکن کوشش کریں کہ جانور کو اذیت نہ ہو، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوْا ذَبْحَةً وَلْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهٗ وَلْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهٗ“(۲)

---

(۱) عالمگیریہ۔

(۲) مسلم۔

''بے شک اللہ نے ہر چیز کے ساتھ احسان کا حکم دیا ہے، جب تم ذبح
کرو تو اچھی طرح ذبح کرو اور ہر ذبح کرنے والا چھری کو تیز رکھے۔''

مسئلہ: چھری تیز رکھیں اور ٹھنڈا ہونے سے پہلے کھال نہ اتاریں اور نہ ہی گردن الگ کریں۔

چھری جانور کے سامنے نہ تیز کرے:

لیکن چھری جانور کے سامنے نہ تیز کرے اس لئے کہ اس سے بھی جانور کو اذیت ہوتی ہے، نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ایک روایت میں ہے کہ:

''مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلیٰ رَجُلٍ وَاضِعٍ رِجْلَهٗ عَلیٰ صَفْحَةِ شَاةٍ وَهُوَ يُحِدُّ شَفْرَتَهٗ وَهِيَ تَلحَظُ اِلَيْهِ بِبَصَرِهَا اَفَلَا قَبْلَ هٰذَا؟ اَوْ تُرِيْدُ اَنْ تُمِيْتَهَا مَوْتَتَيْنِ'' [1]

نبی اکرم ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے وہ جانور کی گردن پر پاؤں رکھ کر چھری تیز کر رہا تھا اور جانور اسے غور سے دیکھ رہا تھا تو نبی ﷺ نے فرمایا کیا تم یہ کام پہلے نہیں کر سکتے تھے؟ کیا تم دوبارا سے مارنا چاہتے ہو؟ یعنی اس کو چھری دکھا کر تیز کرنا بھی موت سے پہلے ہی مار دینے کی طرح ہے۔

مسئلہ: جانور کا قبلہ رخ ہونا مستحب ہے ویسے جس طرح بھی ذبح کرنے میں سہولت ہو کوئی حرج نہیں۔

کافر کا ذبیحہ حرام ہے:

از خود ذبح کرنا جانتا ہے تو خود ذبح کرے ورنہ کسی دوسرے سے کرائے لیکن مرتد، زندیق، قادیانی سے ذبح نہ کرائے کیونکہ ان کا ذبیحہ حرام ہے، اور آپ کی قربانی نہ ہوگی، لہٰذا قصاب کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔ [2]

---

(۱) الترغیب والترھیب ص ۱۰۱ ج ۲۔

(۲) عالمگیریہ ص ۳۰۰ ج ۵، ابن ماجہ۔

گردن مروڑنا:

چھری پھیرنے کے بعد جان نکلنے سے پہلے اسکی گردن مروڑنا اور دل میں چھری گھونپنا درست نہیں، اس سے اجتناب کیا جائے۔

ذبح کے وقت کی دعائیں: حضرت جابر بن عبداللہ ؓ فرماتے ہیں کہ:

" ضَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَوْمَ عِیْدٍ بِکَبْشَیْنِ فَقَالَ حِیْنَ وَجَّهَهُمَا "(۱)

نبی اکرم ﷺ نے دو مینڈھوں کی قربانی فرمائی اور قبلہ کی طرف جانور کا رخ کیا تو مذکورہ دعا پڑھی:

"اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ"

''میں نے پھیر لیا اپنے منہ کو اسی کی طرف جس نے بنائے آسمان اور زمین سب سے یکسو ہو کر اور میں نہیں ہوں شرک کرنے والا، آپ کہہ دیجئے میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو پالنے والا ہے سارے جہان کا کوئی نہیں اس کا شریک اور یہی مجھ کو حکم ہوا اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں۔''

ذبح کرتے وقت'' بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَر '' پڑھیں اور ذبح کے بعد یہ پڑھے:

''اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِیْلِکَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَام''

''اے اللہ اس (جانور) کو میری جانب سے قبول کرلے جس طرح تو نے قبول فرمایا اپنے حبیب محمد ﷺ سے اور اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام سے۔''(۲)

---

(۱) ابن ماجہ ۳۱۲۱۔

(۲) ابن ماجہ۔

بسم اللہ کے بغیر ذبح شدہ جانور کا حکم:

اگر کوئی مسلمان ذبح کرتے وقت بسم اللہ کہنا بھول جائے وہ ذبیحہ تو حلال ہے اور اگر کوئی جان بوجھ کر بسم اللہ نہیں پڑھتا اس کا ذبیحہ حلال نہیں، اور جس شخص کو معلوم ہو کہ یہ ذبیحہ حلال نہیں اس کے لیے اس کا کھانا حلال نہیں۔

گوشت کی تقسیم:

مستحب ہے کہ گوشت کے تین حصے کریں، ایک حصہ خود رکھیں، دوسرا حصہ رشتہ داروں میں اور تیسرا حصہ فقراء میں تقسیم کریں، غیر مسلم کو بھی دے سکتے ہیں۔

گوشت کو اسٹاک کرنا جائز ہے:

سارا گوشت اپنے استعمال میں لا سکتے ہیں، اور کئی دنوں تک بھی استعمال کر سکتے ہیں لیکن اس موقع پر خوب سخاوت سے خرچ کرنا چاہیے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِیْ فَوْقَ ثَلاثٍ لِيَتَّسِعَ ذُوالطُّوْلِ عَلٰی مَنْ لَا طَوْلَ لَهُ فَكُلُوْا مَا بَدَا لَكُمْ وَاَطْعِمُوْا وَادَّخِرُوا“[1]

”میں نے قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنے سے منع کیا تھا وسعت والوں کو چاہیے کہ غرباء پر خرچ کریں اور اس میں سے جتنا چاہو کھاؤ اور دوسروں کو کھلاؤ اور اپنے پاس جمع کر کے رکھو۔“

کھال کا مصرف:

کھال اپنے استعمال میں بھی لا سکتے ہیں اور کسی دوسرے کو بھی بغیر کسی معاوضے کے ہدیہ کے طور پر چاہے وہ فقیر ہو یا غنی ہو یا اپنا قریبی ہو، دے سکتے ہیں لیکن اگر فروخت کر دی یا

---

(۱) ترمذی ص ۳۸۷ ج ۱۔

ضائع کردی تو اس کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے ورنہ قربانی نہ ہوگی (۵)، حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "مَنْ بَاعَ جِلْدَ اُضْحِيَتِهٖ فَلَا اُضْحِيَةَ لَهٗ" (۱)

"جس نے اپنی قربانی کی کھال کو فروخت کرڈالا اس کی قربانی نہیں ہوگی۔"

کھال کا مصرف وہی ہے جو زکوۃ کا مصرف ہے یعنی کسی غریب کو کھال یا اس کی قیمت کا مالک بنایا جائے، مسجد یا مدرسہ کی تعمیر یا رفاہی کام وغیرہ کھال کا مصرف نہیں ہیں۔ گوشت اور کھال قصاب کی اجرت میں دینا جائز نہیں۔

مسئلہ: اگر فقیر کو کھال دیدی اور پھر وہ کسی مسجد مدرسہ یا رفاہی کام میں دیدے تو جائز ہے براہِ راست ان مصارف میں کھال دینا جائز نہیں ہے۔ (۲)

مسئلہ: حلال جانور میں سات چیزیں حرام ہیں: (۱) بہتا خون، (۲) نر جانور کی پیشاب گاہ، (۳) کپورے، (۴) مادہ کی پیشاب گاہ، (۵) غدود، (۶) مثانہ، (۷) پتہ۔ (۳)

پہلے والے کا حرام ہونا تو قرآن کریم سے ثابت ہے بقیہ اشیاء طبعاً خبیث ہیں، اس لئے کہ:

"وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ"

خبیث چیزیں تم پر حرام کردی گئیں ہیں۔

اس آیت کے عموم میں یہ بھی داخل ہے، نیز ایک حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ ان سات چیزوں کو ناپسند فرماتے تھے۔ (۴)

مسئلہ: حلال جانور کی اوجھڑی حلال ہے۔

❁❁❁❁❁

---

(۱) الترغیب والترھیب ۱۰۱ج ۱، آپ کے مسائل اوران کا حل۔ (۲) امدادالفتاوی ص۵۳۴ ج ۳۔

(۳) بدائع الصنائع وشامی ص۵۲۰ ص۳۶ ج۔ (۴) آپ کے مسائل اوران کا حل۔ (۵) ھدایہ، عالمگیریہ۔

گوشت اور سنت نبوی ﷺ

قربانی کے موقعے پر تقریباً ہر گھر میں گوشت مختلف طریقوں سے پکا کر کھایا جاتا ہے، اگر ہم گوشت کے کھانے میں سنت کی نیت کریں تو اس کھانے پر بھی اجر ملے گا، جس کو کسی سے محبت ہوتی ہے اسے اس کی ہر ادا محبوب ہوتی ہے، نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت کا تقاضا یہ ہے کہ کھانے پینے میں آپ ﷺ کی سنتوں کی رعایت رکھیں۔

قربانی کے موقعے پر گوشت تو کھاتے ہی ہیں، کیا ہی اچھا ہو کہ ہم گوشت کے سلسلے میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں ان کو ایک نظر دیکھ لیں تاکہ یہ کھانا بھی سنت کے مطابق ہو جائے۔

گوشت سالنوں کا سردار ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بہترین سالن گوشت ہے، جو سالنوں کا سردار ہے۔ (۱)

نبی اکرم ﷺ کا پسندیدہ گوشت:

دست:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو دست کا گوشت زیادہ پسند تھا۔ (۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں گوشت لایا گیا، دست آپ ﷺ کے سامنے کیا گیا، آپ ﷺ کو یہ بہت پسند تھا، آپ ﷺ اسے دانت سے نوچ کر کھانے لگے۔ (۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کو ہڈی دار گوشت میں دست کا گوشت بہت مرغوب تھا، یعنی بکری کا دست۔ (۴)

---

(۱) کنز العمال ج ۱۹ ص ۲۰۴ و ابن ماجہ ص ۵۳۸ ج ۲۔ (۴) ابو داؤد ص ۵۳۰۔

(۲) شمائل ترمذی ج ۲ ص ۱۲۔ (۳) بخاری و ابن ماجہ۔

شانے کا گوشت:

حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے آپ ﷺ کا پسندیدہ گوشت شانے کا گوشت تھا۔ (۱) عمرو بن امیہ ؓ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں شانے کا گوشت ہے اور اسے کاٹ کر کھا رہے ہیں۔ (۲)

بھنا ہوا گوشت:

حضرت عبد اللہ بن حارث ؓ کہتے ہیں کہ ہم نے حضور ﷺ کے ساتھ بھنا ہوا گوشت مسجد میں کھایا۔ (۳) حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ سے روایت ہے کہ میں ایک شب حضور ﷺ کے ساتھ مہمان ہوا، کھانے میں ایک طرف بھنا ہوا گوشت لایا گیا، حضور ﷺ چاقو سے کاٹ کاٹ کر مجھے مرحمت فرمانے لگے۔ (۴)

نمک لگا کر خشک کیا ہوا گوشت:

ایک صحابی ؓ ذکر کرتے ہیں کہ ہم لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے لئے بکری ذبح کی، اور ہم لوگ سفر کی حالت میں تھے، آپ ﷺ نے اسے ٹھیک کرنے کا حکم دیا (یعنی نمک وغیرہ لگا کر سکھا کر رکھنے کا حکم دیا) چنانچہ ہم لوگ اس خشک کردہ گوشت کو مدینہ منورہ پہنچنے تک کھاتے رہے۔ (۵)

گوشت کے لمبے ٹکڑے کر دیئے جائیں اور اس میں نمک و مصالحہ وغیرہ لگا کر خشک کر دیا جائے، ایسا سوکھا گوشت ہفتوں کھایا جاسکتا ہے، گوشت کو اس طریقے سے رکھنا توکل و زہد کے منافی نہیں، قربانی کے گوشت کو بھی اسی طرح آپ ﷺ نے کئی کئی دن تک استعمال کیا ہے۔ ایسے گوشت کو عربی زبان میں قدید کہتے ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ قدید طعامِ

---

(۱) سیرۃ ج ۲ ص ۸۱۴۔　(۳) ابن ماجہ ج ۲ ص ۲۴۱۔　(۵) ترمذی و نسائی۔

(۲) بخاری ج ۲ ص ۸۱۴۔　(۴) شمائل ترمذی ص ۱۱۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور طعامِ اسلاف ہے۔ (۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی آیا، اس نے گفتگو کی، (مارے خوف کے) اس کے دونوں کندھوں کا گوشت پھڑک رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا اطمینان رکھو، یعنی ڈرو نہیں، میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں، میں ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو خشک گوشت کھایا کرتی تھی۔ (۲)

گوشت میں لوکی ڈال کر کھانا:

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک درزی نے نبی کریم ﷺ کی کھانے کی دعوت کی، میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ گیا، انہوں نے جو کی روٹی اور گوشت کا شوربا پیش کیا جس میں لوکی پڑی تھی، میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ برتن کے چاروں طرف سے لوکی تلاش کر رہے تھے، اس دن سے میں بھی لوکی سے محبت کرنے لگا (یعنی لوکی رغبت سے کھانے لگا)۔ (۳)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے شوربا دار گوشت بھی تناول فرمایا ہے، چنانچہ قربانی کے موقعوں پر بھی آپ ﷺ نے شوربا دار گوشت تناول فرمایا، اور یہ بھنے گوشت سے بہتر ہے کیونکہ آپ ﷺ نے شوربا پڑوسی کو دینے کی تاکید فرمائی ہے۔ (۴)

گوشت میں کدو ڈالنے کا حکم:

حضرت انسؓ نے نبی کریم ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ لوکی کھاؤ، اگر اس سے کوئی نافع درخت ہوتا تو اللہ تعالیٰ حضرت یونس علیہ السلام پر اسی کو اگاتے، اگر تم میں سے کوئی شوربا بنائے تو اس میں لوکی کا اضافہ کر دے، وہ عقل و دماغ کو قوت دیتی ہے۔ (۵)

---

(۱) عینی ج ۲۱ ص ۶۵۔ (۲) ابن ماجہ ج ۲ ص ۲۴۲۔ (۳) بخاری ج ۲ ص ۸۱۷۔

(۴) عینی ج ۲۱ ص ۲۴۔ (۵) کنز العمال ج ۱۹ ص ۲۰۲۔

گوشت میں شوربا زیادہ رکھنے کی تاکید:

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو تم میں سے گوشت خریدے، اسے چاہئے کہ شوربا زیادہ رکھے، پس اگر کوئی بوٹی نہ پائے گا تو شوربا تو پالے گا، یہ بھی گوشت ہے۔ (۱)
یعنی شوربا زیادہ ہوگا تو پڑوسی کا بھی کام ہو جائے گا۔

ہڈی دار گوشت:

حضرت ابو قتادہ ؓ نے بیان کیا کہ میں نے (نیل گائے کے) بازو کی ہڈی رکھی تھی، آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کی، آپ ﷺ نے قبول فرمالی اور ہڈی سے گوشت نوچ کر تناول فرمایا۔ (۲)

فائدہ: آپ ﷺ کو جو ہڈی پر لگا گوشت ہو بہت مرغوب تھا، نہایت رغبت سے ہڈی پر سے گوشت کو دانتوں سے نوچ کر تناول فرماتے، اکثر تو دانتوں سے نوچ کر کھاتے، لیکن کبھی چاقو سے کاٹ کر بھی تناول فرماتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گوشت سے نوچ کر کھانا آداب کے خلاف نہیں ہے۔

حضرت ابن عباس ؓ کی ایک حدیث بخاری میں ہے کہ آپ ﷺ نے ہانڈی سے گوشت دار ہڈی نکالی اور اسے تناول فرمایا۔ (۳)

بھنی ہوئی کلیجی:

حضرت ابو رافع ؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے لئے کلیجی بھونی، آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔ (۴)

پائے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے قربانی کے گوشت کے متعلق معلوم کیا گیا (کہ تین دن

---

(۱) ترمذی ج ۲ ص ۵۔ (۲) بخاری ج ۲ ص ۸۱۴۔
(۴) بخاری، مسلم، نسائی۔ (۳) بخاری ج ۲ ص ۸۱۴۔

سے زائد کھایا جا سکتا ہے؟) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم لوگ آپ ﷺ کے لئے پائے ایک ماہ تک رکھتے تھے جسے آپ ﷺ کھاتے تھے۔ (۱)

فائدہ: لہٰذا پائے کھانے میں بھی سنت کی نیت کی جائے تا کہ اجر وثواب کا مستحق ہو، نیز یہ کہ بقرعید کے گوشت کو پندرہ دن، ایک ماہ تک کھایا جا سکتا ہے، گوشت کو کئی دن تک استعمال کے قابل بنا کر رکھنا آپ ﷺ سے ثابت ہے، حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ تعالیٰ سے بھی ثابت ہے، یہ زہد وتوکل کے خلاف نہیں۔ (۲)

فائدہ: مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ نے مختلف طریقوں سے پکا ہوا گوشت تناول فرمایا مثلاً بھنا ہوا، شوربے دار، لوکی ملا ہوا گوشت، خشک گوشت، بھنی ہوئی کلیجی، مغز وغیرہ اور کھانے میں کبھی کبھی نوچ نوچ کر کھایا اور کبھی چاقو، چھری سے کاٹ کر کھایا۔ گوشت کی پکی ہوئی یہ تمام اقسام ہمارے معاشرے میں مروج ہیں لہٰذا ان مذکورہ اقسام کے مطابق پکانے اور کھانے میں سنت کی نیت کریں، انشاء اللہ اجر ملے گا اور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت میں اضافہ ہوگا۔

---

(۱) نسائی ج ۲ ص ۲۰۸۔

(۲) عمدۃ ج ۲۱ ص ۵۶۔

قربانی کے سلسلے میں چند کوتاہیاں

(۱) پہلے عشرے میں غفلت:

احادیث میں اس مبارک عشرے کی بڑی فضیلت آئی ہے، رمضان کے مہینے کے بعد سب سے افضل یہی عشرہ ہے، ہر دن کا روزہ اور ہر رات کا قیام مسنون ہے، ایک حدیث میں آیا ہے: ''اس عشرے کے ہر دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور اس کی ہر رات کے نوافل شب قدر کے نوافل کے برابر ہیں''۔ (۱)

لیکن عام طور پر ہماری طرزِ عبادت میں کوئی فرق نہیں آتا کوئی اہتمام نہیں ہوتا غفلت میں یہ ایام گزر جاتے ہیں لہٰذا اس عشرے کے متعلق جو احادیث مبارکہ وارد ہوئی ہیں ان کو سامنے رکھ کر کسی نہ کسی درجے کا اہتمام کر لینا چاہیے۔

(۲) وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنا:

کچھ لوگ قربانی کو اہمیت نہیں دیتے، صاحبِ نصاب ہونے کے باوجود قربانی نہیں کرتے، حالانکہ اس پر سخت وعید آئی ہے، چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مَن كَانَ لهُ سَعَةٌ، وَلَمْ يُضَحِّ ، فَلاَ يَقْرُبَنَّ مُصَلَّانَا''(۲)

''جو آدمی باوجود وسعت کے قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔''

(۳) قربانی پر اعتراض:

بعض زبانوں پر یہ بات بڑی شدّ و مد کے ساتھ چل رہی ہوتی ہے کہ قربانی کی کیا ضرورت؟ اتنے جانور ذبح کیے جاتے ہیں بیش بہار قوم قربانیوں میں صرف کی جاتی ہیں اگر ان

---

(۱) بخاری و ترمذی ج ۱ ص ۱۵۸۔

(۲) ابن ماجہ ۳۱۲۳۔

رقوم سے غرباء کی ضروریات پوری کی جائیں یا مسلمان بچیوں کو جہیز خرید کر دے دیا جائے تو بہتر ہے، خوب ذہن نشین فرمالیں کہ جہیز کا سامان فراہم کرنا بڑا خیر کا کام ہے لیکن قربانی کا عمل اپنی جگہ بڑی اہمیت کا حامل ہے یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ ۱۰۰ اونٹ ذبح فرمائے،(۱) اگر یہ اسراف ہوتا تو اللہ کے نبی ﷺ ایسا ہرگز نہ کرتے ، لاکھوں روپے جو دیگر لغویات اور فضولیات میں خرچ کئے جاتے ہیں ان کو بچا کر دیگر خیر کے کاموں میں خرچ کیا جائے، قربانی سے نہ کم کیا جائے۔

(۴) قربانی اور زکوۃ کے نصاب میں فرق نہیں کرتے:

ایک کوتاہی یہ ہوئی ہے کہ قربانی اور زکوۃ کے نصاب میں فرق نہیں کرتے جبکہ زکوۃ اور قربانی کے نصاب میں دو فرق ہیں:

پہلا فرق: زکوۃ کے نصاب میں چار اشیاء شمار کی جاتی ہیں: (۱) سونا جبکہ ساڑھے سات تولہ ہو، (۲) چاندی جبکہ ساڑھے باون تولہ ہو، (۳) نقدی جس سے ساڑھے باون تولہ چاندی خریدی جاسکتی ہو، (۴) سامان تجارت جس کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے۔ قربانی کے نصاب میں چار اشیاء تو یہی ہیں جو اوپر ذکر ہوئیں پانچویں چیز گھر کا ضرورت سے زائد سامان بھی ہے، مثلاً: ٹی وی، ریڈیو وغیرہ اتنی ہیں کہ انکی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچ جاتی ہے تو اس پر قربانی واجب ہے۔(۲)

دوسرا فرق: زکوۃ کے نصاب کیلئے سال کا گزرنا شرط ہے جب کہ قربانی کے نصاب کیلئے سال گذرنا شرط نہیں حتی کہ اگر قربانی کے تیسرے دن بھی بقدر نصاب مال آگیا تو قربانی واجب ہے۔

---

(۱) مسند احمد۔

(۲) بدائع الصنائع۔

(۵) فقراء کا قربانی کو ضروری سمجھنا:

بعض فقراء قربانی کو ضروری سمجھتے ہیں اور قرض لے کر قربانی کرتے ہیں، دیگر حقوق واجبہ ادا نہیں کر پاتے لیکن شوق میں یا دکھلاوے کی غرض سے قربانی ضرور کرتے ہیں حالانکہ کسی کا قرض دینا ہوتا ہے وہ ادا نہیں کرتے لیکن قربانی کا اہتمام کرتے ہیں، یہ درست نہیں۔ خوب اچھی طرح ذہن نشین فرمائیں کہ دین شریعت کی اتباع کا نام ہے شریعت نے نصاب اس لئے مقرر کیا تا کہ کسی پر بوجھ نہ پڑے، جب شریعت نے قربانی واجب نہیں قرار دی اور مالی حالات بھی درست نہیں ہیں، دیگر حقوقِ واجبہ ادا نہیں کر پاتا تو اپنے اوپر قربانی کا بوجھ نہ ڈالے، یہ دین میں غلو ہے اس سے بچا جائے۔

(۶) کھال اور سری اجرت پر دینا:

ایک کوتاہی قربانی کے موقع پر یہ ہوتی ہے کہ بعض لوگ قصاب کو کھال یا سری، پائے وغیرہ اجرت پر دے دیتے ہیں حالانکہ ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

(۷) جانور کی نمائش کرنا:

قربانی خالص اللہ کی رضا کیلئے ہو، ریا کاری سے پاک ہو، لوگوں کے سامنے اپنے جانور کی نمائش نہ کی جائے اس کی تصاویر اور موویاں بنا کر اخبارات میں شائع کرنا بڑی کوتاہی ہے، اس سے بچا جائے۔

(۸) جانور کی خدمت میں فرائض سے غفلت:

عام طور پر دیکھا یہ جاتا ہے کہ قربانی کا جانور گھر میں آجاتا ہے تو جوان اس کی خدمت

میں لگ جاتے ہیں، بس دن رات ان کے اسی مصروفیت میں گزرتے ہیں، فرض نماز کی فکر نہیں ہے اور جو مستحب عمل ہے جانور کی خدمت کرنا اس میں بڑی دلچسپی سے لگے ہوئے ہیں اور دل میں خوش ہو رہے ہوتے ہیں کہ ہم بہت بڑی خیر کا کام کر رہے ہیں، لہٰذا اس موقع پر فرض سے غافل نہ ہونا چاہیے۔

(۹) اندازے سے گوشت تقسیم کرنا:

ایک کوتاہی یہ ہوتی ہے کہ بڑے جانور میں شریک افراد گوشت اندازے میں تقسیم کر لیتے ہیں اور پھر ایک دوسرے سے معاف بھی کرا لیتے ہیں، یہ اللہ کا حق ہے کسی کے معاف کرنے سے معاف نہیں ہوتا، اندازے سے تقسیم درست نہیں ہے۔ اگر کسی کا حصہ ساتویں سے کم ہوا تو قربانی نہیں ہوگی، البتہ ایک ہی گھر کے سارے افراد ہیں تو تقسیم ضروری نہیں۔

(۱۰) کھال صحیح نہ اتارنا:

کھال کو صحیح مصرف میں پہنچانا قربانی کا حصہ ہے اور ظاہر ہے کھال سے فقیر کامل فائدہ جب حاصل کرے گا جب صحیح اتاری گئی ہو۔ کھال اتارنے میں بے احتیاطی کرنا جس سے کھال عیب دار ہو جائے اور اس وجہ سے اس کی قیمت کم ہو جائے، یہ درست نہیں۔

(۱۱) گھٹیا اور سستا جانور تلاش کرنا:

ایک کوتاہی یہ ہوتی ہے کہ بعض صاحب وسعت بھی سستا اور گھٹیا مال تلاش کرتے ہیں، قربانی چونکہ اللہ کے دربار میں نذرانہ پیش کرنا ہے لہٰذا عمدہ جانور ہونا چاہیے، چنانچہ نبی اکرم ﷺ کا

ارشاد ہے: "سَمِّنُوْا ضَحَایَاکُم فَاِنَّھَا عَلَی الصِّرَاطِ مَطَایَاکُمْ"(۱)

''اپنی قربانیوں کو موٹا تازہ کرو اس لئے کہ یہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہونگی''

اور کمالِ نیکی کا جب حاصل ہوگا جب عمدہ جانور ہو۔

"لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ"

''تم اس وقت تک (کامل) نیکی نہیں حاصل کر سکتے جب
تک اپنی محبوب چیز کو اللہ کے راستے میں خرچ نہ کرو۔''

۞۞۞۞۞

---

(۱) روح البیان سورۃ الصّٰفّٰت۔

عیدالاضحیٰ کی سنتیں

(۱) شریعت کے موافق اپنی آرائش کرنا، (۲) غسل کرنا، (۳) مسواک کرنا، (۴) حسبِ طاقت عمدہ کپڑے پہننا (۵) خوشبو لگانا (۶) صبح کو جلد اٹھنا (۷) نماز عید کے لئے بہت جلد آنا (۸) عید الاضحیٰ میں صبح صادق کے بعد سے لے کر قربانی کے گوشت تک کچھ نہ کھانا یعنی اس دن سب سے پہلے قربانی کا گوشت منہ میں جانا چاہیے، خواہ ازخود قربانی کرے یا نہ کرے لیکن اس کو آدھے دن کا روزہ کہنا غلط ہے (۹) ایک راستے سے عیدگاہ میں جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا (۱۰) سواری کے بغیر پیدل عیدگاہ میں یہ کلمات کہتے ہوئے جانا۔

”اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ“

مسئلہ: عید کی نماز سے قبل اشراق کے نفل نہیں پڑھے جائیں گے اور عید کی نماز کے بعد عیدگاہ میں نہ پڑھیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”اِنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم خَرَجَ یَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ لَمْ یُصَلِّ قَبْلَھَا وَلَا بَعْدَھَا“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز کے لئے نکلے اور عید کی دو رکعت نماز پڑھی

اور نہ اس سے پہلے نماز پڑھی اور نہ اس کے بعد نماز پڑھی۔ (۱)

گھر آکر پڑھنا درست ہے۔ شب عید کو جاگ کر ذکر و تلاوت، درود شریف میں گزارنا مستحب ہے۔

❁❁❁❁❁

---

(۱) ابن ماجہ۔

نمازِ عید کا طریقہ

پہلے یوں نیت کرے: ''دو رکعت واجب نماز عید چھ واجب تکبیرات کے ساتھ پڑھنے لگا ہوں'' عید کی نماز کا طریقہ عام نماز کی طرح ہی ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ پہلی رکعت میں ثناء ''سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ'' پڑھ کر تین بار ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کہے، اور ہر بار کانوں تک ہاتھ اٹھا کر ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کہتا ہوا لٹکا دے، البتہ تیسری بار نہ لٹکائے بلکہ باندھ لے اور امام کو چاہئے کہ ہر دفعہ ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کہنے کے بعد کم از کم اتنی دیر ٹھہرے جتنی دیر تین بار سبحان اللہ کہنے میں لگتی ہے، پہلی رکعت میں تین بار ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کہنے کے بعد ''تعوذ'' اور ''تسمیہ'' پڑھ کر حسب قاعدہ قرأت کرے، دوسری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع سے پہلے اسی طرح تین بار ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کہے جیسے پہلی رکعت میں کہا تھا، تین دفعہ کے بعد چوتھی تکبیر کہتا ہوا رکوع میں جائے۔

نمازِ عید میں تاخیر سے آنے والے کیلئے شرکت کا طریقہ:

نماز عید کے درمیان میں امام کے ساتھ شریک ہونے کی کئی صورتیں ہیں اور ہر صورت میں طریقہ الگ ہے۔

پہلی صورت:

یہ ہے کہ پہلی رکعت میں اس وقت ملا جبکہ امام تکبیرات کہہ چکا تھا لیکن ابھی رکوع میں نہیں گیا تھا ایسی حالت میں نیت باندھنے کے فوراً بعد تین تکبیرات کہہ لے اگرچہ امام قرأت کر رہا ہو۔

دوسری صورت:

یہ ہے کہ پہلی رکعت میں اس وقت پہنچا جبکہ امام رکوع میں تھا، تو اگر غالب گمان ہو کہ میں تین تکبیرات کہہ کر رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہو جاؤں گا تو نیت باندھ کر کھڑا ہونے کی حالت میں تکبیرات کہہ کر رکوع میں جائے۔ اور اگر خطرہ ہو کہ کھڑا ہو کر تکبیرات کہنے لگ گیا تو امام رکوع سے سر اٹھالے گا تو ایسی صورت میں رکوع میں چلا جائے اور رکوع میں ہی بغیر ہاتھ اٹھائے یعنی ہاتھوں کو گھٹنوں پر ہی رہنے دے اور تین بار اللہ اکبر کہہ دے پھر اگر موقع ہے تو رکوع کی تسبیح بھی کہہ دے اور اگر رکوع کی تسبیح نہ کہہ پایا تو کوئی مضائقہ نہیں۔

تیسری صورت:

یہ ہے کہ پہلی رکعت میں اس وقت ملا جبکہ امام رکوع سے سر اُٹھا چکا تھا تو اس کی پہلی رکعت رہ گئی اور بعد میں پڑھنی ہوگی، اس لئے اب پہلی رکعت کی تکبیرات کہنے کی ضرورت نہیں، امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب پہلی رکعت پوری کرے گا تو اس میں تکبیرات کہی جائیں گی، اس کا طریقہ یہ ہے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو کر ثنا، تعوذ و تسمیہ پڑھ کر سورہ فاتحہ پڑھے اور کوئی سی بھی سورت ملائے، اس کے بعد تین تکبیرات کہے اور ہر بار ہاتھ کانوں تک اٹھائے پھر چوتھی تکبیر کہتا ہوا رکوع میں جائے اور باقی رکعت عام نمازوں کی طرح پوری کرے۔

چوتھی صورت:

یہ ہے کہ دوسری رکعت میں امام کے تکبیرات کہنے کے بعد پہنچا تو ویسے ہی کرے جیسے پہلی رکعت کے بارے میں لکھا گیا، وہ یعنی کھڑے ہو کر تکبیرات کہہ کر رکوع میں مل سکتا ہو تو کھڑا

ہو کر کہے، ورنہ رکوع میں کہے، اس کی دوسری رکعت تو ہو گئی، پہلی رکعت تیسری صورت میں لکھے گئے طریقے کے مطابق امام کے سلام پھیرنے کے بعد پڑھے۔

پانچویں صورت:

یہ ہے کہ دوسری رکعت کے رکوع کے بعد پہنچا تو امام کے ساتھ یہ رکعت پوری کر کے امام کے سلام کے بعد دونوں رکعتیں پڑھے ان دو رکعتوں کے پڑھنے کا طریقہ وہی ہے جو نمازِ عید کا طریقہ ہے یعنی پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے تکبیرات کہے اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع سے پہلے کہے۔

اسلام کے لئے خواہشات کو قربان کردیں

دینِ اسلام حضرت محمد ﷺ سے لے کر ہمارے تک جس طرح سے پہنچا ہے اس کے پیچھے بہت بڑی بڑی قربانیاں دی گئیں ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا دین، اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور آخرت پر ایمان لانا، اللہ کے رسولوں کو ماننا اور قیامت اور قیامت کے بعد کی چیزوں کو ماننا اور خاص کر کے اللہ پاک کی ہر ہر منشاء اور مرضی کے مطابق زندگی گزارنا اور حضرت محمد ﷺ کے دین کی پیروی کرنا اور ایک ایک سنت پر عمل کرنا یہ سراسر قربانی ہی قربانی ہے۔

دین کے لئے مصائب جھیلنا

آنحضرت ﷺ نے اس کی مثال یوں دی ارشاد فرمایا کہ قربِ قیامت میں ایک زمانہ آئے گا دین پر چلنا مشکل ہوجائے گا اور جو آدمی دین پر چلے گا وہ اس قدر تنگی اور مشکل میں مبتلا ہوجائے گا ارشاد فرمایا جس طرح سے ایک آدمی اپنے ہاتھ پر آگ کا انگارہ رکھتا ہے۔ ظاہری بات ہے کہ اپنے ہاتھ پر آگ کا انگارہ رکھنا وہ انسان کے بس کی بات نہیں ہے آدمی اُسے تحمل اور برداشت نہیں کرسکتا تھوڑی دیر برداشت کرے گا چند لمحے برداشت کرے گا اور فوراً ہاتھ جلنے پر اسے پھینک دے گا، یا تو اپنے ہاتھ جلا ڈالے اور اُسے پکڑے رکھے اور یا پھر اُسے چھوڑ دے آپ ﷺ نے اسی بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ دین پر چلنا اتنا مشکل ہوجائے گا کہ یا تو آدمی دین کو چھوڑ دے اور یا پھر دین پر چلتا رہے اور مصیبتوں اور مصائب کو جھیلتا رہے۔ پھر آپ ﷺ نے مصیبتوں کو برداشت کرنے کی ترغیب دی ہے اور صحابہ ﷺ کا ایک وہ دور تھا جو مکی زمانہ تھا، وہ اتنی مشقت والی زندگی تھی جس آدمی نے یہ کہہ دیا کہ "امنّا" کہ میں ایمان لے آیا سمجھ لیجئے کہ اُس پر مصیبتوں

اور مشقتوں کے پہاڑ ٹوٹ جایا کرتے تھے اس کے لئے زندگی گزارنا انتہائی مشکل ہوتا تھا۔

مصائب پر اللہ کی طرف سے تسلی

لوگ پریشان ہوکر آپ ﷺ کے پاس آئے کون آئے؟ صحابہ ؓ ہی آئے۔ عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول بہت سخت حالات ہوگئے برداشت سے باہر ہوگیا کہ دس، بارہ سال کا زمانہ ہوگیا کہ ہم ان ظالموں کی چکی میں پسے جارہے ہیں اب برداشت نہیں ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت اتری کہ

أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ (۱)

کہ صرف آپ نے اتنا کہہ دیا کہ "امنا" ہم ایمان لے آئے تو اس پر آپ کی جان چھوٹ جائے گی کیا آپ آزمائے نہیں جائیں گے؟ بلکہ نہیں یہ لوگ ضرور آزمائے جائیں گے۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ (۲)

یقیناً اللہ پاک نے آپ سے پہلے لوگوں کو بھی آزمایا ہے اور آپ کو بھی آزمانا چاہتا ہے کیونکہ اللہ پاک دیکھنا چاہتا ہے کہ کون اپنے ایمان میں سچا ہے اور کون اپنے ایمان میں کھوٹا ہے۔

اللہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کس کے سامنے اللہ کا حکم اور بیوی کی خواہش، نفس کی خواہشات آئیں گی اس موقع پر کیا کرتا ہے؟ آیا یہ آدمی اللہ کے حکم کو پورا کرتا ہے یا ان چاہتوں کو پورا کرتا ہے۔ چاہتوں کو قربان کردینا اور اللہ کے حکم کو عمل میں لے آنا یہ بڑی قربانی ہے۔ قربانی ہمیں یہی سبق سکھاتی ہے ایسا نہیں ہے کہ بس جانور کے گلے پر چھری چلادی اور ذبح کردیا اور تین حصے کرکے اُسے کھا گئے، دوستوں کو پہنچادیا، سب کو پہنچادیا اپنی زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تو پھر قربانی کا مقصد حاصل نہیں ہوگا۔ قربانی یہ درس دے رہی ہے۔

---

(۱) سورۃ العنکبوت آیت ۲ (۲) سورۃ العنکبوت آیت نمبر ۳

قربانی کا یہ مقصد ہے تاکہ تم اللہ کے حکموں پر کھڑے ہو جاؤ، اللہ کا جب حکم آجائے تو نفس کی خواہشات کو چھوڑ دو، معاشرے کو چھوڑ دو یہ نہ کہو کہ ہم نے ماحول میں بھی چلنا ہے، یہ نہ کہو کہ لوگ کیا کہیں گے؟ بلکہ نہیں اگر اللہ اور رسول ﷺ کے حکم کے سامنے کوئی بڑے سے بڑا حکم بھی آجائے تو ہم دنیا کے حکم کو چھوڑ دیں گے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کو لے لیں گے قربانی یہی سبق ہمیں دیتی ہے۔ تو اللہ دیکھنا چاہتا ہے کہ تم میں سے کون خواہشات پر چلتا ہے؟ کون اللہ کے حکم کو پورا کرتا ہے؟

محبوب چیز کو چھوڑنا قربانی ہے

یہ قربانیاں ان لوگوں نے دی ہیں تو آج دین ہم تک پہنچا ہے۔ صحابہ کرام ﷺ نے اپنی محبوب اور پسندیدہ چیزوں کو دین کے لئے چھوڑا، قربانی کس چیز کا نام ہے؟ اپنی محبوب اور پسندیدہ چیز کا چھوڑ دینا اُسے اللہ کے نام پر قربان کر دینا ہی تو بیٹے کی قربانی کا بھی سبق تھا اور صحابہ ﷺ کی قربانیوں سے بھی یہی سبق ملتا ہے۔

اپنی خواہشات پر بھی چھری چلاؤ

آج ہم صرف جانور کے گلے پر چھری پھیر کر مطمئن ہو جاتے ہیں کہ ہم قربانی کر چکے، ٹھیک ہے فرض تو ادا ہو گیا لیکن قربانی کے پیچھے بہت بڑا فلسفہ ہے، بہت بڑا مقصد ہے یہ تو اللہ پاک نے ان جانوروں کو بے زبان بنایا، کبھی کبھی یہ سوچتا ہوں کہ اگر اللہ پاک ان جانوروں کو زبان دیتے تو جب ہم ان کی گردنوں پر چھری چلاتے ہیں تو یہی کہتے ہیں کہ ظالموں ہماری گردنوں پر تو چھری چلاتے ہو لیکن اپنی خواہشات پر تو نہیں چلتی اپنی زندگی میں فرق نہ آئے،

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات ماننے میں فرق نہ آئے، بے شمار حکموں کو ٹھکرایا، چھوڑا، صبح کی نماز کے لئے نیند قربان نہ ہو، نماز کے لئے جو آدمی قربانی نہ دے تو کیا اُس سے توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ عید کی نماز میں تو حاضر ہوگا اور عید کی نماز میں حاضر ہو کر پھر وہ جانور ذبح کرے گا تو وہ کس طرح سے جانور کے گلے پر چھری چلائے گا یا چلوائے گا؟ کیسے جائے گا جانور کے پاس؟ اس نے تو اللہ کا وہ عظیم حکم چھوڑا کہ جس کے لئے اللہ نے نبی اکرم ﷺ کو آسمانوں پر بلایا تھا اور وہاں نماز کا حکم سنایا تھا کہ اپنی امت کو جا کر نماز کا حکم کرو۔

نماز کے لئے آرام کی قربانی دیں

تو میرے عزیز دوستو بزرگو! اللہ پاک کے جو دیگر فرائض ہیں ان کے مطابق اپنی زندگی کو گزارا جائے۔ ایک گھر میں اگر چھ آدمی بالغ ہیں تو ان میں سے ہر ایک کا مسجد میں آ کر نماز پڑھنا یہ بہت بڑی قربانی ہے۔ فجر میں جی نہیں چاہتا اٹھنے کا لیکن نہ چاہتے ہوئے بھی آ کر نماز پڑھنا یہی تو قربانی ہے، قربانی ہمیں یہی سکھاتی ہے، اللہ اکبر، اللہ اکبر کی صدا پر لبیک کہنا، اور جب مؤذن نے یوں کہا کہ ''**حی علی الصّلوٰۃ**'' حی علی الفلاح، اور جب یہ لفظ نکلا کہ **الصّلوٰۃ خیر مّن النوم** نماز نیند سے بہتر ہے، اب یہ اٹھتا ہے تو جواب دیتا مؤذن کو **صدقت و بررت** تو نے سچ کہا، تو نے نیکی کی اور فوراً اٹھتا ہے، وضو کرتا ہے، مسجد کی طرف بھاگتا ہے اور مسجد میں آ کر نماز ادا کرتا ہے تو اللہ پاک ایسے کو دیکھ کر فرشتوں پر فخر کرتے ہیں اور رشک فرماتے ہیں کہ دیکھو اس بندہ نے میری رضا کیلئے نیند کو قربان کیا ہے اور گھر میں خاتون گھر کے سارے مشاغل کو چھوڑ کی نماز کی طرف متوجہ ہوتی ہے تو اللہ پاک خوش ہوتے ہیں، یہ نماز اللہ تعالیٰ سے قربت کا ذریعہ بنے گی۔

اپنا محاسبہ کریں

قربانیوں کا یہی تقاضا ہے، ایک گھر کے اندر چار، پانچ، چھ قربانیاں ہوں اور چھوٹے جانور بھی اور بڑے جانور بھی لے آئے قربانی کرنے کے دوسرے دن دیکھے گا کہ اپنی زندگی میں تقوی پیدا ہوا یا نہیں ہوا کچھ خواہشات پر چھری چل گئی یا نہیں؟ اور من مانی بات پر چھری چلی یا نہیں؟ اگر یہ کیفیت ہوگئی تو "الحمد للہ" اللہ کا شکر ادا کریں قربانی کا مقصد حاصل ہے، لیکن اگر یہ نہیں ہوا تو فرض تو ادا ہو جائے گا لیکن قربانی کے مقاصد حاصل نہیں ہونگے۔

ماں کی تربیت ہوگی تو بیٹا قربانی دے گا

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی ہے اسماعیل علیہ السلام نے اسی طرح اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش کیا اور نہ تو صرف پیش کیا بلکہ یوں کہا اے ابا جان! اِفعَل مَا تُؤمَر ابا نے کہا مجھے خواب آیا کہ میں آپ کو ذبح کر رہا ہوں کہا اے ابا جو آپ کو حکم ہوا وہ کر گزریئے! یہ کیوں؟ اس لئے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تربیت حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے کی تھی، ماں نے ایسی تربیت کی ہے کہ بیٹے کو جب قربان کرنے کا موقع آیا تو تامل نہیں کیا کہ اللہ کے نام پر قربان ہونا ہے، اللہ کے سامنے قربان ہونا ہے آج ایک ماں بیٹے کی یہ تربیت نہ کر پائے کہ بیٹا نیند کو اپنی نماز کے لئے قربان نہیں کر سکتا تو مطلب یہ ہوا کہ تربیت نہیں ہوئی، اُسے تیار نہیں کیا، آپ جانتے ہیں کہ تیرہ، چودہ، پندرہ سال کا بچہ جب بالغ ہوتا ہے تو پھر جا کر نماز کا حکم اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور حکم یہ دیا کہ بچہ جب سات سال کا ہے تو اُسے نماز کا حکم کرو، دس سال کا اگر نہیں پڑھتا تو اس کی پٹائی کرو حالانکہ ابھی دس سال میں نماز فرض نہیں ہوئی ابھی نابالغ ہے لیکن یہ مشق اس لئے کرائی جا رہی ہے کہ جیسے اللہ کا حکم تیرہ چودہ سال کی عمر میں متوجہ ہو جائے! اس کے بعد اس کی ایک نماز

بھی نہ چھوٹے تو یہ جب ہوگا جب مائیں اپنی اولاد کی تربیت کریں گی وہ تربیت کریں۔

جب مائیں تربیت کیا کرتی تھیں تو بچے ایسے ہوا کرتے تھے اس طرح سے بچے پروان چڑھتے تھے اور پھر جب وہ بالغ ہوتے تھے تو اللہ کا جو حکم آتا تھا اس حکم کے لئے اپنے آپ کو ہر وقت تیار رکھا کرتے تھے تو اس لئے درخواست ہے کہ اللہ کے ہر حکم کے لئے اپنے آپ کو تیار رکھنا چاہئے، سارا دین قربانی سے پھیلا ہے اور اس قربانی کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنی نفسانی خواہشات اور قبیلے اور کنبے کی باتوں کو چھوڑ دیں، اور پھر سُن لیجئے کہ ایسے لوگوں کے لئے جن کے لئے مشکلات ہیں، دین پر چلنا اتنا مشکل ہے کہ ہاتھ پر انگارہ رکھنے سے بھی زیادہ مشکل ہے تو ایسے ہی لوگوں کے لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ سات مرتبہ مبارک ہو کہ جو ایمان لائیں گے میرے اوپر اور میرے دین پر عمل کریں گے، لیکن انہوں نے مجھے دیکھا نہیں اور ایسے ہی لوگوں کے متعلق صحابہ کرام ﷺ سے ارشاد فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ ان لوگوں کو اتنا ثواب ملے گا جیسا آپ میں سے پچاس لوگوں کو ثواب ملتا ہے اتنا ان میں سے ایک کو ملے گا یہ کس بنیاد پر ہے؟ کہ جب مشقتیں آئیں گی لیکن پھر بھی آدمی دین پر عمل کرے گا ہاں! دین پر چلنے پر لوگ باتیں کرتے ہیں، اگر ایک عورت پردے اور حجاب کو اختیار کرتی ہے تو گھر سے باتیں اور خاندان والوں سے باتیں سننا پڑتی ہیں، کہ یہ کونسا طریقہ اس نے اختیار کر لیا تو اگر یہ عورت ان سب باتوں کو سنتی چلی جائے ان سب باتوں کی پرواہ نہ کرے تو یہ اس زمانے کی ولی عورت ہے یہ سعادت مند عورت ہے جس نے اللہ کا حکم پورا کیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ذبح کے وقت کی دعائیں

(۱) ذبح کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھیں:

''اِنِّی وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِی فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلوٰتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ''

(۲) ذبح کرتے وقت ''بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر'' پڑھیں۔

(۳) ذبح کرنے کے بعد یہ پڑھیں:

''اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْہُ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَام''

مکتبہ فکر آخرت

جامع مسجد رفاہ عام ملیر ہالٹ کراچی

www.fikreakhirat.org ﴿جامع مسجد رفاہِ عام﴾